

دعوت و تبلیغ کے ۴۴ موضوعات پر مشتمل ۶۴۴ مدلل ملفوظات کا مجموعہ

ملفوظات

حضرت جی مولانا سعد صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم

—== جمع و ترتیب ==—

مفتی محمد حسام الدین قاسمی

خادم تدریس مدرسہ خیر المدارس، حیدرآباد

ناشر

ادارہ تشہیل و تجدید طور کالونی شاہین نگر حیدرآباد

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

پہلا ایڈیشن: ۱۴۴۰ھ = ۲۰۱۸ء

- نام کتاب : ملفوظات حضرت جی مولانا سعد صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم
مؤلف : مفتی محمد حسام الدین قاسمی، 9652414110
تعداد : 2000
صفحات : 128
کمپوزنگ : مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری
قباگرافکس، حیدرآباد، فون: 9704172672، 8801198133
قیمت : 80
ناشر : ادارہ تسہیل و تجدید طور کالونی شاہین نگر حیدرآباد

ملنے کے پتے:

- ☆ مدرسہ خیر المدارس، اکبری مسجد، بورا بنڈہ، حیدرآباد،
☆ دکن ٹریڈرس، سردار محل، چارمینار، حیدرآباد (تلنگانہ) 040-24511777
☆ سنابل بک ڈپو، نزد فائر اسٹیشن، چارمینار، حیدرآباد، (تلنگانہ) 9347024207
☆ یاسین بک ڈپو، نزد فائر اسٹیشن، چارمینار، حیدرآباد،

فہرست مضامین

۵	حضرت جی کے مختصر سوانح	۴	مقدمہ
۱۷	کلمہ طیبہ	۱۴	عرض مرتب
۲۶	نماز	۲۲	اتباع سنت
۳۷	علماء	۳۲	علم
۴۱	مدارس دینیہ	۳۹	طلبہ
۴۳	ذکر	۴۲	مکاتیب قرآنیہ
۴۷	اکرام مسلم	۴۵	تلاوت
۵۲	دعوت الی اللہ	۵۰	اخلاص نیت
۶۰	مشورہ	۵۸	خروج فی سبیل اللہ
۶۸	فضائل کی تعلیم	۶۳	مسجد کی آبادی کی محنت
۷۲	گشت	۷۱	گھر کی تعلیم
۷۵	بیرون	۷۳	مستورات کا کام
۷۸	شب گزاری	۷۷	حجاز مقدس میں کام
۸۰	طبقاتی جوڑ و خروج	۷۹	کارگزاری
۸۵	حیاء الصحابہ و منتخب احادیث	۸۲	بیان
۹۱	عملہ	۸۷	قربانی و تقاضے
۱۰۳	پرانے اور نئے	۹۲	صفات
۱۰۶	اجتماعیت	۱۰۴	اطاعت
۱۱۰	اختلافات	۱۰۹	مرکزیت
۱۱۶	پیدل جماعتیں	۱۱۴	اجتماعات
۱۱۹	انفرادی دعوت	۱۱۸	ارتداد
۱۲۲	خدمت	۱۲۱	حالات
۱۲۶	عوام و خواص	۱۲۴	نصرت خداوندی
		۱۲۷	کام کی حفاظت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

ملفوظات: بزرگوں کی وہ باتیں جو عقائد، عبادات، معاملات، تہذیب اخلاق اور دعوت و اصلاح کے اعمال پر مشتمل ہوتی ہیں۔
 مآخذ: قرآن کریم و سنت رسول ﷺ اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم۔
 حکم: ان حضرات کا ہر قول و فعل جو خلاف شرع نہ ہو قابل تقلید و لائق عمل ہے۔

فوائد: (۱) اہل اللہ کے ملفوظات وہ کام کر دکھاتے ہیں جو عصر حاضر کے قلم کاروں کے بھاری بھر کم لٹریچر سے وہ کام نہیں ہوتا۔ (۲) اہل اللہ کے ملفوظات سے دل و دماغ روشن ہوتے ہیں۔ (۳) اللہ تعالیٰ سے رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔ (۴) دعوت و تبلیغ کے اصول معلوم ہوتے ہیں جن سے کام کرنے میں سہولت ہوتی ہے۔ (۵) ان کو پڑھنے سے اعمال خیر کی طرف توجہ ہوتی ہے۔ (۶) عبادات کامل ہونے لگتی ہیں، اچھے اعمال کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ (۷) اللہ اور رسول کے حکموں کی ترجمانی، دینی دعوت، سلوک، احسان کی طرف رہنمائی، ذکر اللہ کی تلقین، دنیا کے مٹنے اور آخرت کے ہمیشہ رہنے کا یقین پیدا ہوتا ہے۔

حضرت جی مولانا سعد صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کی مختصر سوانح

نام: محمد سعد کاندھلوی حفظہ اللہ ورعہ

والد: مولانا محمد ہارون صاحب ابن مولانا محمد یوسف صاحب ابن مولانا الیاس صاحبؒ۔

سلسلہ نسب:

۳۶ واسطوں سے حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے ملتا ہے۔

پیدائش:

۸ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۶۵ء کو دہلی مرکز نظام الدین میں مولانا محمد ہارون صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔

بسم اللہ خوانی:

والد محترم مولانا محمد ہارون صاحب نے ۱۳۹۲ھ میں اپنے آخری حج کے دوران حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی سے ریاض الجنۃ میں کروائی۔

استاذ حفظ:

حافظ نور الدین صاحب میواتی

فضیلت:

۱۹۸۷ء میں مدرسہ کاشف العلوم مرکز نظام الدین دہلی سے پڑھ کر فارغ ہوئے۔

اساتذہ:

آپ نے بہت سے اساتذہ سے پڑھا ہے، مشہور یہ ہیں: مولانا اظہار الحسن صاحبؒ، حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاویؒ حضرت مولانا الیاس صاحب دامت برکاتہم بارہ بنکوی، حضرت مولانا ابرہیم دیولا صاحب دامت برکاتہم، مولانا یعقوب صاحب وغیرہ۔

ترہیت و سرپرستی:

آپ کی پیدائش سے ایک ماہ قبل آپ کے دادا حضرت جی مولانا یوسفؒ کا ندھلوی کی وفات ہو چکی تھی اور پیدائش کے آٹھ سال بعد آپ کے والد محترم مولانا ہارون صاحبؒ بھی انتقال فرما گئے تربیت و سرپرستی والدہ اور نانا جان نے کی۔

آپ کے حقیقی نانا مولانا اظہار الحسن (ولادت ۱۳۳۷ھ وفات ۱۴۱۷ھ) کے ذریعہ ہوئی جو مولانا الیاس صاحبؒ کے نسبتی برادر اور شاگرد تھے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ کے خلیفہ مولانا احتشام الحسن کا ندھلوی مصنف ”مسلمانوں کی موجودہ بستی کا واحد علاج“ کے چھوٹے بھائی اور بنگلے والی مسجد اور مدرسہ کاشف العلوم کے متولی تھے، جن کی علمی استعداد و لیاقت کا کافی شہرہ اور انتظامی صلاحیت بے حد مشہور تھی، جنہوں نے سالہا سال حیاۃ الصحابہ کا مرکز میں درس دیا اور بخاری شریف جلد ثانی پڑھائی اور مرکز کے طویل قیام کے دوران ہزاروں شاگردوں کو تیار کیا، علماء کا کہنا تھا کہ ان کا درس علامہ عینی کے

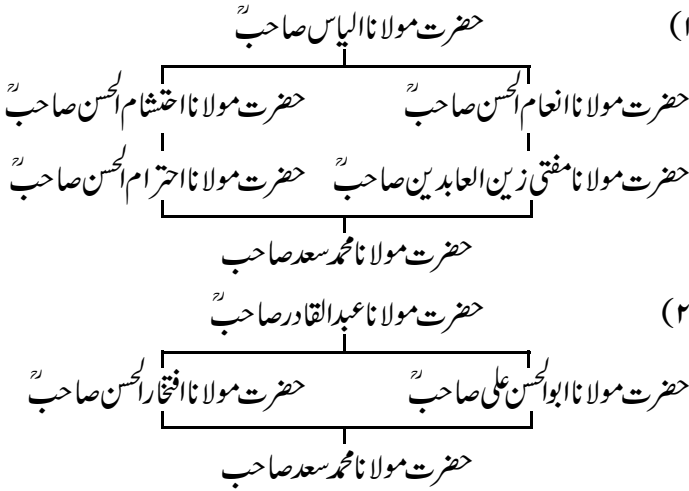
درس کی طرح ہوا کرتا تھا، مشورے کے دوران ایک جانب رخ کیا اور کسی سے مخاطب ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا آئیے آئیے! تشریف لائیے! اس جملے کے ساتھ اپنے دونوں ہاتھوں کو نہایت خوشی کے عالم میں مصافحہ کے لئے بڑھائے اور اس دارِ فانی سے کوچ کیا، رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

تدریس:

مدرسہ کاشف العلوم حضرت نظام الدین نئی دہلی میں آپ کے ذمہ بخاری شریف جلد ثانی ہے۔

خلافت:

حضرت مولانا مدظلہ کو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب اور حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رحمہما اللہ دونوں کے سلسلوں میں ”اجازت“ حاصل ہے:



صحبت و استفادہ:

☆ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب ☆ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی ☆ حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب کئی ☆ حضرت مولانا عبید اللہ بلیاوی صاحب ☆ حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب ☆ حضرت مولانا ہارون صاحب ☆ حضرت مولانا داؤد صاحب ☆ حاجی عبد الوہاب صاحب ☆ میاں جی محراب صاحب ☆ حاجی عبدالمقیت صاحب ☆ حضرت مولانا مفتی افتخار الحسن صاحب دامت برکاتہم۔

نکاح:

حضرت مولانا سلمان صاحب مدظلہ (داماد حضرت شیخ و ناظم جامعہ مظاہر علوم سہانپور) کی بڑی صاحبزادی سے ہوا جو حضرت شیخ کی نواسی ہیں۔

اولاد:

آپ کے تین صاحبزادے: (۱) مولانا یوسف مظاہری، (۲) مولانا سعید کاشفی (۳) مولانا الیاس کاشفی سلمہم اللہ اول الذکر دو صاحبزادے علمی اور دعوتی ذمہ داری کو سنجیدگی کے ساتھ ادا کر رہے ہیں اور دعوت کی عظیم محنت میں سال لگا چکے ہیں اور مؤخر الذکر اس وقت فراغت کے بعد مظاہر علوم کے شعبہ افتاء میں زیر تعلیم ہیں۔

انداذ خطاب:

بیان میں سیرت النبی ا سیرت الصحابہ سے نیچے نہیں اترتے۔ خطاب

فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا یوسف صاحبؒ پھر زندہ ہو گئے ۲۵، ۲۰ سال سے بیانات کا سلسلہ جاری ہے لیکن مخالف ماحول کی تیزی کے باوجود چند باتوں پر اشکال کے علاوہ یہ کہنا کسی انصاف پسند کے لئے آسان نہیں ہے کہ علمی تفوق میں کوئی کمی ہے؛ لیکن ان کی باتوں کا سمجھ میں آنا کام میں بالفعل وابتیگی کے ساتھ اپنی سوچ کو ترقی دینے کی بھی شرط رکھتا ہے۔

عادات و صفات:

- (۱) نماز میں تعدیل ارکان کے ایسے پابند کہ جس کی نظیر کے فقدان نے مورد الزام و عتاب ٹھہرا دیا۔
- (۲) سنت کا ایسا معمول کہ دعوت، عبادت، اور عادت تینوں نوعیتوں کی سنتوں کو خوب واضح کرنے والے بلکہ تینوں لائین کی سنتوں کے احیا کرنے والے اور اس احیا میں بھاری بھر کم رکاوٹ کو سر کرنے والے ہیں۔
- (۳) اتنی تہمتوں کے باوجود اپنی صفائی میں کوئی جواب نہیں دیا۔
- (۴) نہ کسی کی غیبت سنتے ہیں نہ کرتے ہیں اعتماد نہ ہو تو ان کی صحبت میں رہ کر دیکھ لو۔

حضرت مولانا محمد سعد صاحب مدظلہ اور ان کے مبارک و مسعود دور میں انجام پانے والے کارہائے خیر اور کام کی ترقی:

حضرت مولانا مدظلہ کے ۲۰ سالہ دور میں ہم غور کرتے ہیں تو ہمیں صحیح اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے کام کو کیا جہت دی ہے:

(۱) تبلیغ کے اساسی اصول: ۶/ نمبر کو احادیث مبارکہ سے بیان کرنے کی تاکید کی، اس کے لئے انہوں نے امیر ثانی اور محدث جلیل حضرت مولانا یوسف صاحب - رحمۃ اللہ علیہ - کی کتاب ”منتخب احادیث“ کو Edit کیا، بزبان اردو اس کا ترجمہ کروایا۔

یہی وہ پہلا امر ہے جس نے حضرت مولانا مدظلہ اور کام کے بعض پرانوں کے درمیان خلیج قائم کر دی، انہوں نے اللہ معلوم کیوں؟ مشورہ کی آڑ لے کر منتخب کا انکار کر دیا!!! حالاں کہ مشورہ حق کی تائید کا نام ہے، نہ کہ حق کے انکار کا یا دینیو استعمال کرنے کا، حضرت علیؑ نے اسی طرح کے ایک موقع پر جھل کر فرمایا تھا: ”کلمۃ حق أريد بها الباطل“ ٹائٹل تو بڑا خوبصورت ہے پر اندر کچھ اور ہے۔

دوسری طرف نبی: زبان خلق کو نفاہ خدا کہتے ☆ ان چند پرانے حضرات کے سوا عوام و خواص، علماء و طلبہ، اپنے اور پرانے سبھوں نے ایمانی اور واضح بات کو قبول کر لیا اور آج کتاب دنیا کے بیشتر ممالک میں پڑھی جاتی ہے، نہ جانے کتنی زبانوں میں اس کے تراجم شائع ہو گئے۔ اور بفضل الہی کتاب کو وہ حق مل گیا جس کی وہ مستحق تھی، کتاب حدیث سے اختلاف کرنے والے بتلائیں کہ ۱۵ سال میں اس سے کام کو کیا نقصان پہنچا؟؟ اور کون سا اعتزال عن الجمہور لازم آگیا؟؟

(۲) مساجد کو حلقات ایمان، تعلیم و تعلم وغیرہ امور سے آباد کر دیا، جس پر خود

قرآن وحدیث نے تحریض کی ہے اور جس پر جمہور اہل علم کا تعامل رہا ہے اور اکابر ثلاثہ تبلیغ جس کے شدید داعی و شیدائی رہے ہیں، دیکھئے: ملفوظات و مکتوبات اور بیانات اکابر ثلاثہ۔

(۳) رمضان المبارک کے مہینہ میں مرکز میں مغرب کی جماعت بہت تاخیر سے ہوتی تھی، حتیٰ کہ کراہت لازم آجاتی تھی، اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے جماعت کو وقت مسنون پر لوٹا دیا؛ حالانکہ اس میں حضرت مولانا مدظلہ کو مرکز کے بڑے بڑے لوگوں کی شدید ناراضگی مول لینی پڑی۔

(۴) مرکز کے مختلف کمروں میں لوگ بلا عذر شرعی الگ الگ جماعتیں کرتے تھے، اسے سختی سے روک دیا، اس وجہ سے بھی بہت سے لوگ نالاں ہیں۔

(۵) قرآن کریم کے تراجم صحیحہ اور تفاسیر معتبرہ کے مطالعہ کی دعوت دی، بطور مشورہ ترجمہ شیخ الہند اور ترجمہ مولانا بلال حسنی مدظلہ کا نام پیش کیا۔ افسوس!!! جس شخص نے امت کو ترجمہ و تفسیر قرآن پڑھنے کی دعوت دی اسی کو تفسیر بالرائے کا اتہام جھیلنا پڑا۔

(۶) امت کو علماء کے حلقات درس میں شرکت کی دعوت دی؛ بلکہ خود شرکت کی۔

(۷) دارالعلوم دیوبند، مظاہر علوم سہارنپور، ندوۃ العلماء لکھنؤ کے اکابر کو بار بار خطوط لکھے، ان کی عظمت کا اعتراف کیا، مدارس اسلامیہ کو حضرت محمد ﷺ کا معجزہ قرار دیا اور حضرات اکابر اہل علم کے تبلیغ میں تعاون اور مشوروں پر شکریہ ادا کیا۔

(۸) روزانہ اپنی دعوت میں علماء کے احترام اور مدارس کی عظمت کا باب کھولا، جس کا دل چاہے کسی بھی دن روانگی کے بیان میں شریک ہو کر اپنے کانوں سے سن سکتا ہے۔

(۹) مردوں کو ذمہ دار بنایا کہ وہ روزانہ اپنے اپنے گھروں میں عورتوں اور بچوں کو قرآن سکھائیں۔ بعض پرانے حضرات آڑے آگئے اور کہنے لگے: یہ ہمارا کام نہیں ہے یہ تبلیغ میں بدعت ہے، اس اتہام کو بھی حضرت مولانا مدظلہ نے اللہ کے لئے برداشت کرایا۔

(۱۰) بلکہ مزید عزیمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے، وقت لگائے ہوئے ساتھیوں اور مسجد کے ذمہ داروں کو مکلف کیا کہ ہر مسجد میں قرآنی مکتب قائم کریں اور بچوں کو لانے کے لئے باقاعدہ گشت کریں اور اسے تبلیغ کا جزء لازم سمجھیں۔

(۱۱) رمضان کی آمد آمد ہے، طرح طرح سے استقبال کی تیاریاں ہو رہی ہیں، اسی ہنگامے میں تراویح کو اطمینان سے پڑھنے اور اعتکاف کرنے کی اس زور سے دعوت دی کہ بے شمار ویران مسجدیں معتکفین سے آباد ہو گئیں۔

اعتراض کرنے والوں نے کہا: اعتکاف کی دعوت ہمارے کام کا حصہ نہیں ہے، یا للعجب!! اگر تبلیغ کا مقصد ہر سنت کے احیا کی سعی نہیں ہے تو پھر ﴿اَفْتَوْاْ مَنْوُنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ﴾ سے یہودی علماء کو جو پھنکار لگائی گئی ہے، ہم اس سے کیوں کر بچ سکیں گے۔

(۱۲) فجر کے بیان میں اپنے علاوہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت

مولانا محمد ابراہیم صاحب اور حضرت مولانا احمد صاحب کو شریک فرمایا؛
حالاں کہ حضرات اکابر ثلاثہ تبلیغ کے دور میں فجر کا بیان صرف ایک شخص
ہی کرتا تھا۔

(۱۳) ہر کام کرنے والے کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً (حیۃ الصحابہ)
اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کا ندھلوی - رحمۃ اللہ علیہ - کے خطوط
اور بیانات پڑھنے کی دعوت دی؛ تاکہ کام اصل نہج سے قریب سے قریب
تر ہو جائے۔

(۱۴) تبلیغ کے اصولوں پر سختی سے عمل کرتے ہوئے حضرت مولانا مدظلہ نے آج
تک آلات مواصلات جدیدہ کا استعمال نہیں کیا؛ بلکہ ان چیزوں کو احیاء
کلمہ کی راہ میں سخت رکاوٹ سمجھتے رہے اور ہیں۔

(۱۵) بیرون ملک اجتماعات اور جوڑوں میں شرکت کرنے کے لئے پورے
ملک کے ذمہ داروں کو موقع دیا، جبکہ پہلے چند ہی لوگ جاسکتے تھے۔

(۱۶) بیرون ملک جانے کی ایسی دعوت دی کہ دنیا جماعتوں سے بھر گئی اور آج
ان ملکوں میں بھی کام پہنچ گیا، جہاں ابھی تک کوئی راہ نہ تھی۔

(۱۷) علماء کے اختلاف کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے مستورات کے کام کو آگے
بڑھایا اور ہر گھر میں جماعت پہنچا کر حلقات ایمان و علم کو قائم کر دینے کا
عزم ظاہر کیا۔ (مستفاد از: حضرت کے رفقاء، علماء اور مشاہدہ)



عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اُما بعد! حضرت مولانا الیاس صاحب[ؒ] حضرت مولانا یوسف صاحب[ؒ] کے ملفوظات اور مکتوبات بہت پہلے کتابی شکل میں آچکے ہیں جس سے دعوت کا کام کرنے والے احباب کو غیر معمولی فائدہ ہو رہا ہے شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب[ؒ] فرماتے ہیں کام کرنے والے احباب سے اصرار کے ساتھ میری درخواست ہے کہ حضرت مولانا الیاس[ؒ] اور حضرت مولانا یوسف صاحب[ؒ] کے ملفوظات وارشادات اور دونوں کی سوانح عمریاں اور مکاتیب بہت اہتمام سے مطالعے میں رکھا کریں کہ یہ کام کرنے والوں کیلئے بہت قیمتی موتی ہیں ان ملفوظات وارشادات اور مکاتیب میں جو اصول ہیں ان اصولوں کی پابندی کام اضافہ ترقی اور برکت کا سبب ہے۔ (جماعت تبلیغ پراعتراضات کے جوابات، ص ۱۲۵)

حضرت جی مولانا سعد صاحب دامت برکاتہم ”الولد سر لأبیہ“ کے مطابق اپنے دادا حضرت مولانا یوسف صاحب[ؒ] کے افکار و علوم کے امین و شارح ہیں حیاۃ الصحابہ کی تعلیم پر زور، منتخب احادیث کی اشاعت، مساجد کی آبادی کی فکر، کام کو رواجی طریقہ سے بچانے کی بھرپور کوشش یہ ساری چیزیں اس پر شاہدِ عدل ہیں خطاب فرماتے ہیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب[ؒ] پھر زندہ ہو گئے ہیں مولانا یوسف صاحب[ؒ] کے ملفوظات آپ کی نوک زبان ہیں

دوران بیان اپنی بات کو مدلل کرنے کے لئے جگہ جگہ حضرت کا حوالہ دیتے ہیں، آپ کے بیانات میں جا بجا ایسے مفید جملے ہوتے ہیں جو کسی آیت یا حدیث یا کسی واقعے سے مستنبط ہوتے ہیں اور ملفوظ بننے کا حق رکھتے ہیں۔

لفظی زور بیان اور مجمع کو اپنی طرف کھینچنے کا جذبہ دور دور تک نہیں ہوتا، کام کی عظمت، کام کی حفاظت، کام کی ترقی اور کام کرنے والوں کی ہدایات پر مشتمل آپ کے بیانات ہوتے ہیں۔

دراصل مولانا سعد صاحب مدظلہ کی نس میں ان کے روئیں روئیں میں ان کے قلب و جگر میں ان کے گوشت اور پوست بلکہ ان کے ظاہر و باطن میں دعوت و تبلیغ رچی بسی ہے، بلکہ حضرت صحابہ کرام ؓ والی قربانیاں ان کے شعور میں پیوست ہیں جو ان کو اپنے خاندان کے اکابر سے وراثت میں ملی ہیں۔

حضرت کے چند ملفوظات اور بیانات چھپے ہوئے ہیں، اور لوگوں کے پاس لکھے ہوئے ہیں، اس کے باوجود آپ کے ملفوظات کو ترتیب وار دلائل کے ساتھ خاص انداز پر مرتب کرنے کی ضرورت تھی، کیونکہ چند سالوں سے کچھ لوگ جن کی سینکڑوں قسمیں ہیں، آپ پر تنقید اور اعتراض کو مقدس عبادت سمجھتے ہوئے آپ کے بیانات سے ایسی عبارتیں چھانٹ کر جنہیں اگر اگلی اور پچھلی بات سے الگ کیا جائے تو قابل اعتراض ہوتی ہیں اور وہ باتیں جن سے آپ نے بار بار جوع کیا ہے یہ کہہ کر کہ یہ تازہ بیان ہے وائس اپ اور سوشل میڈیا پر ڈال رہے ہیں، تاکہ عوام علمائے کرام کی برائی اور غیبت کرنے پر آجائے دینی مدارس اور اصلاحی جماعتوں میں دوری پیدا ہو، آپ پر کی جانے والی اکثر تنقیدیں تنقید فاسد کا ایک عجیب و غریب نمونہ ہے

جن کی حقیقت (۱) ناواقفیت (۲) تعبیر جدید پر بدعت ہونے کا شبہ (۳) تعمق و تدبر کو کام میں نہ لانا اور ذہنی تحفظات کا گرفتار رہنا (۴) حضرت مولانا مدظلہ کے کلام کا ایسا محمل متعین کرنا جس سے خود وہ راضی نہیں ہیں۔ یعنی تو ضیح القول بما لا یرضی به القائل اس لئے میں نے محض اللہ کی توفیق سے یہ کام کیا ہے۔

سہ ماہی عالمی مشوروں کی نشستوں میں راست سنی ہوئی تقاریر، بیانات کی وہ کاپیاں جنہیں معتمد ساتھیوں نے سالہا سال سے قلمبند کیا ہے اور چھپے ہوئے بیانات اور ملفوظات کو سامنے رکھ کر یہ مجموعہ تیار کیا ہے مختلف سرخیوں کے تحت ملفوظات کو جمع کیا ہے، آیات، احادیث اور بعض جگہوں پر اکابر کی باتوں کو تائید کے طور پر حاشیہ میں نقل کیا ہے، قلت وقت کی وجہ سے جہاں تک ہو سکے تخریج کی گئی ہے، ان شاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں تخریج کا کام پورا کیا جائے گا، مشکل الفاظ کے سامنے ان کے معانی عوام کی سہولت کے لئے بین القوسین دئے گئے ہیں۔

جن جن حضرات نے اس کتاب کی کتابت، طباعت و اشاعت میں حصہ لیا ہے میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین حق تعالیٰ شانہ اس کتاب کو قبول فرمائیں اور عوام و خواص کو اس سے منفعہ فرمائیں۔ میرے اور والدین کے لئے ذریعہ نجات بنائیں۔ (آمین)

وصلی اللہ علی النبی الکریم والحمد للہ رب العالمین۔

محمد حسام الدین قاسمی

خادم تدريس خير المدارس حيدرآباد، موبائل نمبر: 9490689790

مورخہ: ۱۲/ربیع الاول ۱۴۴۰ھ - مطابق: ۲۱/نومبر ۲۰۱۸ھ

بسم الله الرحمن الرحيم

کلمہ طیبہ

فرمایا: سب سے بڑا حکم اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے، لوگ تمام فرائض جانتے ہیں؛ لیکن ایمان کے فرض کو نہیں جانتے؛ حالاں کہ تمام احکام کا مدار ایمان پر ہے (یعنی ایمان کے بغیر کوئی عبادت قبول نہیں)۔ (۱)

فرمایا: ایمان کے حروف اس کی پہنچ کتاب تک ہے ایمان کے بول اس کی پہنچ زبان تک ہے، ایمان کا مفہوم اس کی پہنچ دماغ تک ہے ایمان کا اخلاص اس کی پہنچ دل تک ہے۔

فرمایا: اعمال میں اخلاص (۲)، اعمال پر استقامت، اعمال پر وعدوں کا پورا ہونا (۳)، اعمال پر اجر کا ملنا (۴)، یہ چاروں (چیزیں) ایمان کے بغیر

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما عن النبی ﷺ قال: "لا إيمان إلا بعمل، ولا عمل إلا بإيمان" (شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة، باب جماع الكلام في الإيمان، رقم الحديث: ۱۵۶۳، ط: دار طيبة - السعودية، سن طباعت: ۲۰۰۳ء)

(۲) "من صلى يرأى فقد أشرك ومن صام يرأى فقد أشرك ومن تصدق يرأى فقد أشرك" (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث: ۷۱۳۹، مسند احمد، رقم الحديث: ۱۷۱۴۰)

(۳) "إن الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا" (فصلت: ۳۰) عن ابن عباس: "استقاموا على ما فرض عليهم" (التفسير الوسيط للواحدي: ۴: ۳۷۷)

(۴) "لا أجر لمن لا حسبة له" (شرح السنة للبعوي، رقم الحديث: ۴۱۳۷)

حاصل نہیں ہو سکتیں۔

فرمایا: ہمارے اندر سے ایمان کی دعوت ختم ہو گئی ہے اور ایمان کا دعویٰ پیدا ہو گیا، اس دعویٰ نے دعوت کو غیروں کے لئے کر دیا ہے، جبکہ ایمان کی دعوت خود ایمان والوں کے لئے ہے، (۱) دیگر اقوام کو اسلام کی دعوت دی گئی ہے (۲)۔

فرمایا: اتنا ایمان سیکھنا فرض عین ہے جتنا ایمان شرک سے بچالے؛ اس لئے کہ شرک حرام ہے۔

فرمایا: اگر روزانہ تو حید کو نہیں بولیں گے تو شرک ایسی جڑ پکڑے گا کہ ہم سمجھیں گے کہ ہم تبلیغ کا کام کر رہے ہیں اور اندر شرک کا مادہ (شرکیہ باتیں اور شرکیہ کام) پیدا ہو رہا ہو۔

فرمایا: اگر مسلمان اللہ کی بڑائی بولنا چھوڑ دیں تو غیر شرک بولنے پر مجبور کریں گے۔
فرمایا: اللہ کی طرف نسبت کرنا شکر ہے۔ غیر اللہ کی طرف نسبت کرنا شرک ہے۔ (۳)

(۱) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ. الآية (النساء: ۱۳۶)

(۲) ”یا معشر یہود! اُسلموا تسلموا“ (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۷۳۴۸)

(۳) ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيفًا فَمَرَّتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَوَا اللَّهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ آتَيْنَا صَالِحًا لَنُكَوِّنَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا آتَاهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الأعراف: ۱۸۹-۱۹۰)

فرمایا: اللہ کے غیر کی نفی (مخلوق سے کچھ نہیں ہوتا) ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچا سکتی ہے۔
فرمایا: جتنا اللہ کے غیر کا تاثر ہوگا اتنا ہی اللہ کی ذات عالی سے استفادہ (فائدہ اٹھانا) مشکل ہوگا۔

فرمایا: احکام کے علم سے تو فراغت ہو سکتی ہے؛ کیوں کہ احکام کا علم عمل کے لئے مقصود ہے، مگر توحید سے فراغت نہیں ہو سکتی؛ کیوں کہ توحید بذات خود مقصود ہے۔

فرمایا: خیر کے کاموں میں اللہ تعالیٰ نبیوں کو ان کے ارادے میں ناکام کرتے ہیں، اپنی چاہت بتلانے کے لئے اور ہم تو خیر کے کاموں میں نہیں؛ بلکہ دنیا کے کاموں میں کہتے ہیں کہ فلاں ملک اور فلاں وزیر سے کام ہو جائے گا۔ (۱)
فرمایا: چار راستوں سے یقین سیکھو: قرآنی آیات، احادیث شریف، انبیاء علیہم السلام کے واقعات اور صحابہ کرام کی غیبی تائیدات، جب تک امت ان چار لائنوں سے یقین نہیں سیکھے گی اُس وقت تک غلط یقینوں کے ٹوٹنے اور صحیح یقینوں کے دل میں اترنے کے اسباب پیدا نہیں ہوں گے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحب کے زمانہ میں کسی نے کہا کہ اتفاق سے ہوا فرمایا: یہی دہریت (خدا کو نہ ماننا) ہے، کوئی کام اتفاق سے نہیں ہوتا؛ بلکہ مقدر سے ہوتا ہے۔

(۱) وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا ۖ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ
وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِي رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا ۝ (الکہف: ۲۳-۲۴)

فرمایا: ایمان کو اُس کی علامتوں کے ساتھ بیان کرو، اس سے ایمان کا ضعف (کمزوری) نظر آئے گا ورنہ ایمان ایک خیال بن کر رہ جائے گا۔

فرمایا: ایمان جتنے کمال کا ہوگا اتنا ہی نفاق کا خوف ہوگا۔ (۱)

فرمایا: اسباب کو نبیوں و لیوں نے صحابہ نے کسی نے نہیں چھوڑا اللہ امتحان میں ڈالنا چاہتے ہی (کہ یقین سبب پر ہے میری ذات پر) اسباب سے وہ روکتا نہیں چاہتے۔ (۲)

فرمایا: ایمان مؤمن کے اندر سے اتنا جلدی نکل جاتا ہے جتنا پہننے ہوئے کرتے کو نکال دیا جاتا ہے۔ (۳)

فرمایا: صحابہ نے کفر و شرک کی ظلمت کو ایمان کے ماحول میں آ کر سمجھا ہے۔

(۱) وقال ابن أبي مليكة: "أدرکت ثلاثین من أصحاب النبی ﷺ، کلهم یخاف النفاق علی نفسه" (صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب خوف المؤمن من أن یحبط عمله وهو لا یشعر)

(۲) مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں: اسباب کا نہ کرنے والا زندقہ (بے دین) اور پھر اسباب پر نظر رکھنے والا مشرک۔ (ارشادات و مکتوبات، ص: ۱۰۶) فرمایا: آج کل مخلوق اسباب پر نظر جما کر سب کام کو ترقی کی باعث سمجھ رہی ہے حالانکہ اسباب اوامر کے بعد مرتب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے کہا: ”کن“ تب زمین و آسمان بنے، یہ فرق اسباب اور اوامر کا ہے۔ (ایضاً، ص: ۸۱) اسباب کو برتنا تو کل کے خلاف نہیں؛ بلکہ اسباب پر نظر رکھنا تو کل کے خلاف ہے۔ (ایضاً، ص: ۶۱) اسباب کو اوامر کے ماتحت برتنا تو نہ کہ اسباب کو یقین کا درجہ دے دو۔ (ایضاً، ص: ۷۵)

(۳) ”مثل الإیمان مثل قمیصک، بینا أنك قد نزعته إذا لبسته، و بینا أنك قد لبسته إذ نزعته“ (تاریخ دمشق لابن عساکر: ۲۸/۱۱۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اسباب پر نگاہ رکھ کر اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھنا یہ کفر کا راستہ ہے۔

فرمایا: ہر وقت کی حاجت ہر وقت کی ضرورت پر اُس وقت کے سبب پر اُس وقت کے عمل کو مقدم کرنا آجائے اتنی سی بات ہے، ہم علاج پہلے کرتے ہیں اور صدقات بعد میں کہ جی دیکھیں سارے ڈاکٹروں نے جواب دیا ہے اب بتاؤ کہ مریض کا کیا علاج ہے؟ (کہتے ہیں) ہاں اب تم اس کے لئے بکرا ذبح کرو۔ (۱)

فرمایا: سب سے بڑی طاقت اللہ سے گمان کو ٹھیک کرنا ہے، گمان ٹھیک کرنا یہ ہے کہ اللہ کے وعدوں پر یقین آجائے ہم مخلوق کے وعدوں پر یقین کر لیتے ہیں؛ لیکن خالق کے وعدوں پر یقین نہیں۔

فرمایا: جو اللہ کے وعدوں پر یقین کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کائنات کو اُن کے تابع کر دیتے ہیں اور جو کائنات پر یقین کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو کائنات کے حوالہ کر دیتے ہیں۔

اتباع سنت

فرمایا: مولانا الیاس صاحب[ؒ] فرماتے تھے کہ میرے کام کا مقصد احیائے سنت ہے۔

سنتوں کا احترام زیادہ کیا کرو کہ سنتوں کے بغیر کوئی ولایت اور کوئی بزرگی نہیں۔ (۱)

فرمایا: اتباع سنت کے بغیر ہدایت نہیں ہے۔ (۲)

فرمایا: جو عمل بھی خلاف سنت ہو گا وہ امت کے فساد کا ذریعہ بنے گا۔

فرمایا: اسلام کی زینت اتباع سنت ہے۔

فرمایا: رواج اُسے کہتے ہیں جو فضائل کے استحضار سے اور سنت سے خالی ہو۔

فرمایا: سنت میں جاؤ بیت ہے، طائف کے باغ میں آپ ﷺ نے انگور کھاتے وقت بسم اللہ کہی تو عداس (باغ کا خادم) متاثر ہوا (اور اسلام قبول کیا)۔ (۳)

فرمایا: سنتوں کو اپنانے میں شرم محسوس کرنے والا سنت کو مٹانے والوں میں سے ہے۔

(۱) ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ

عَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (آل عمران: ۳۱)

(۲) ﴿وَإِنْ تَطِيعُوا تَهْتَدُوا﴾ (النور: ۵۴)

(۳) سیرت مصطفیٰ: ۱/۲۷۳

فرمایا: جو عمل اور محنت سنت کے مطابق ہو وہ مجاہدہ ہے اور جو عمل و محنت سنت کے بغیر ہو وہ مشقت ہے اللہ کا وعدہ (ہدایت کا) مجاہدے پر ہے، مشقت پر نہیں۔ (۱)

فرمایا: ایمان کا مظہر اتباع سنت ہے۔
 فرمایا: حضرتؒ فرماتے تھے کہ وہ ساری علامتیں آج مسلمانوں کے اندر سے ختم ہو گئیں، جن کی وجہ سے مسلمان کو دور سے دیکھ کر ہی اللہ کی یاد آتی تھی، اب تو ختم نہ دیکھ کر مسلمان کی پہچان کی جاتی ہے۔
 فرمایا: مسلمان کا اپنا امتیاز سنتوں کے احترام میں ہے، ورنہ آپ خود دیکھ لیں کہ کہیں ٹرین ٹکرا جائے یا کہیں زلزلہ آجائے تو لوگوں میں دیکھنا پڑتا ہے کہ اُن میں مسلمان کون ہے؟

فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ فرائض (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) کو پورا کرنا اسلام ہے؛ حالاں کہ فرائض دخول اسلام (اسلام میں داخل ہونے) کی شرائط ہیں اور اتباع سنت اصل اسلام ہے۔ (۲)

فرمایا: اگر محنت میں رسول اکرم ﷺ اور حضرات صحابہؓ کا طرز اختیار نہ کیا گیا تو محنت کرنے والے اجر (ثواب) اور اثر (تأثیر، فائدہ) دونوں

(۱) وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ (العنکبوت: ۶۹)

(۲) بنی الإسلام علی خمس شهادة أن لا إله إلا الله وأن محمداً رسول الله وإقام الصلاة، وإيتاء الزكاة، والحج، وصوم رمضان (صحيح البخاری، رقم الحديث: ۸)

سے محروم رہیں گے۔

- فرمایا: اگر زندگی میں اتباع سنت نہ ہو تو کام والا ہونے کا دھوکہ ہے۔
- فرمایا: ہم میں اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ایک فرق یہ ہے کہ وہ سنت پر عمل کرتے تھے، سنت ہونے کی وجہ سے، ہم سنت کو چھوڑتے ہیں سنت ہونے کی وجہ سے۔
- فرمایا: اس کام کی شان اتباع سنت ہے، اس لئے جو جتنا تتبع سنت (سنتوں پر چلنے والا) ہوگا اتنا ہی اللہ کی طرف سے کام کے لئے منتخب ہوگا (چنا جائے گا)۔
- فرمایا: جتنا ہمارا کام صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقہ سے ہٹے گا اتنا کام کا اثر ختم ہو جائے گا۔
- فرمایا: مسلمان سنتوں کو ہلکا سمجھ کر چھوڑ دے تو سب سے پہلے معاشرتی ارتداد (زندگی بسر کرنے کے غیر اسلامی طریقوں) میں پڑے گا۔
- فرمایا: کام کرنے والوں میں اتباع سنت نہیں ہے تو دعوت کا کام ایک تنظیم بن جائے گا۔
- فرمایا: اتباع سنت دعوت (بندگان خدا کو اللہ کی طرف بلانا) عبادت (نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ) اور عادت (کھانا پینا سونا وغیرہ) تینوں میں ہے۔
- فرمایا: اس کام کی روح تواضع (عاجزی) اور عبدیت (بندگی) ہے جو اتباع سنت کے بغیر ممکن نہیں۔
- فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں غیر اسلام کا مطالعہ کتابوں سے نہیں کیا کرتے تھے اسلام کو مسلمانوں میں تلاش کرتے تھے۔
- فرمایا: جن مشائخ کے یہاں اتباع سنت کی بہت اہمیت تھی ان کے خلفاء کم تھے۔

فرمایا: اب سنتوں سے استخفاف (ہلکا ہونا) ہو گیا ہے، اور سہولتوں (آسانیوں) کا ہجوم ہے۔

فرمایا: بات پہونچانے کے رواجی طریقہ غیر مسنون ہونے کی وجہ سے غیر مؤثر ہیں۔ (۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اگر گدھے کی سواری پر کام کی سواری سے زیادہ فخر نہ ہو تو دل میں ایمان نہیں۔ (۲)

(۱) مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اس کام کو عام کرنے کے لئے رواجی طریقوں اخبار، اشتہار، پریس وغیرہ اور رواجی الفاظ سے بھی پورے طور پر پرہیز کی ضرورت ہے، یہ کام سارے کا سارا غیر رواجی ہے رواجی طریقوں سے رواج کو تقویت پہونچنے کی اس کام کو نہیں۔ اصل کام کی شکل دعوت، گشت، تعلیم، تشکیل وغیرہ ہیں۔ (ملفوظات واقعات، ص: ۲۵، ملفوظ نمبر: ۵۶)

(۲) آپ ﷺ کے پاس سواری کے مختلف جانور گھوڑے، اونٹ، خچر اور گدھے تھے، گدھے تین تھے، عفیر، جو مقوس نے بھیجا تھا، ایک فروہ الجذامی نے بھیجا تھا، ایک حضرت سعد بن عبادہ ص نے ہدیہ پیش کیا تھا۔ (اصح السیر، ص: ۶۱۳)

نماز

فرمایا: اللہ تعالیٰ کی قدرت سے براہ راست استفادہ کے لئے اللہ رب العزت کے اوامر کو حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر پورا کرنے میں سب سے اہم اور بنیادی عمل نماز ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانے میں فرائض کے چھوڑنے کو کفر سمجھا جاتا تھا اور نوافل چھوڑنے والے کو عیب دار سمجھا جاتا تھا۔ (۱)
 فرمایا: دوستو! حاجت (ضرورت) کے پیش آتے ہی اگر نماز کا خیال نہ آیا تو ابھی نماز کی حقیقت حاصل نہیں ہوئی۔ (۲)
 فرمایا: نماز کا چھوڑنا بھی حرام ہے اور اس کو بگاڑنا بھی۔ (۳)

(۱) ترغیب: ۲۳۲/۱

(۱) مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو حضور ﷺ کی طرح مسجد میں جاؤ گے تو لیڈروں کے آگے ہاتھ جوڑنا ختم، افسروں کی خوشامد کرنا ختم، رشوتیں کھلانا ختم اور سچی بات کہوں کہ بزرگوں کے پاس جا کر ان کو خدا کی طرح بنا کر پیر پکڑنا ختم، اب خدا نے تم کو ولایت کے راستے پر ڈال دیا وہ اسی راستے سے بنے ہیں۔ (دعوتی بیانات تخریج شدہ ایڈیشن: ۱۴۶/۵)

(۲) قَوْلِیْلٍ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ (الماعون: ۴-۵)

فرمایا: بیماری کے زمانہ میں ایک عالم صاحب آئے اور مولانا الیاس صاحب^{رحمہ} سے کہا: میں فتویٰ دیتا ہوں آپ نماز الگ کمرے میں پڑھ لیجئے، فرمانے لگے: کیا مرتے مرتے منافق ہو جاؤں۔

فرمایا: جو شخص رکوع کے بعد کمر پوری طرح سیدھی نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کی طرف نہیں دیکھتے۔ (۱)

فرمایا: بگڑی ہوئی نماز بد دعا کرتی ہوئی جائے گی اب نماز کی دعا قبول ہوگی یا نماز کی (نماز کی دعا قبول ہوگی)؛ کیوں کہ ہم نے نماز کو بگاڑ کر اس کو مظلوم بنا دیا ہے اور مظلوم کی دعا پہلے قبول ہوتی ہے۔ (۲)

فرمایا: عبادت میں دل نہ لگنا یہ نظر کی خرابی (بد نگاہی) کی وجہ سے ہے۔ (۳)

فرمایا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دمشق کی مسجد میں ایک آدمی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، اس کی نماز میں جلدی تھی، رکوع سجدے جلدی جلدی کر رہا تھا، دیکھ کر فرمایا: کہ اگر تو اسی نماز پر مر گیا تو قیامت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

(۱) ”لا ينظر الله إلى صلاة رجل لا يقيم صلبه بين ركوعه وسجوده“ (مسند أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ۱۰۷۹۹)

(۲) واثق دعوة المظلوم، فإن دعوة المظلوم مستجاب (بخاری، کتاب الجہاد والسير، رقم الحديث: ۳۰۵۹) ”ضيعك الله كما ضيعتني“ (مسند ابی داود طیالسی، رقم الحديث: ۵۸۶)

(۳) عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن النظر سهم من سهام إبليس مسموم، من تركها مخافتني أبدلتها إيماناً يجد حلاوته في قلبه“ (المعجم الكبير للطبرانی، رقم الحديث: ۱۰۳۶۲)

ہوئے دین پر نہیں اٹھایا جائے گا۔ (۱)

فرمایا: حدیث میں ہے جس کی نماز برائی سے نہ روکے وہ نماز اس کو اللہ کے قرب سے دور کر دیتی ہے۔ (۲)

فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز کا چھوڑنا غفلت ہے، نماز کو بغیر دھیان کے پڑھنا بھی غفلت ہے۔

فرمایا: جو آدمی اللہ کے قرب والے عمل (نماز) میں غافل ہے تو پھر دوسرے اعمال کا کیا؟ (اس کا کیا حال ہوگا؟)۔

فرمایا: جو اطاعت غفلت سے کی جائے گی وہ سستی پیدا کرے گی۔

فرمایا: کتنی بیماریاں ہیں جو نماز کو بگاڑنے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں؛ کیوں کہ جو جسم عبادت کے لئے بنا ہے، اگر اس جسم سے عبادت کو بگاڑا جائے گا تو جسم کے اندر بیماریوں کی لائن سے بگاڑ پیدا ہوگا، حضرت فرماتے تھے ہر

(۱) عن حذیفة، أنه دخل المسجد، فإذا رجل يصلي من ناحية من أبواب كندة، فجعل لا يتم الركوع والسجود، فلما انصرف قال له حذیفة: ”مذ كم هذه صلاتك؟“ قال: مذ أربعين سنة، فقال حذیفة: ”ما صليت مذ أربعين سنة، ولو مت وهذه صلاتك مت على غير الفطرة التي فطر عليها محمد“، ثم أقبل عليه يعلمه، فقال: ”إن الرجل ليخفف الصلاة ويتم الركوع والسجود“ (مصنيف ابن أبي شيبة، كتاب الصلاة، باب في الرجل ينقص صلاته وما ذكر فيه وكيف يصنع؟، حديث نمبر: ۲۹۶۶، مسند احمد، حديث نمبر: ۲۳۲۵۸)

(۲) قال رسول الله ﷺ: ”من صلى صلاة لم تنهه صلاته عن الفحشاء والمنكر لم يزد من الله إلا بُعْدًا“ (معجم ابن الأعرابي، حديث نمبر: ۱۹۰۵)

عضو کی بیماری کا پہلا سبب اُس عضو کا غلط استعمال ہے۔

فرمایا: کسی بھی کام کی عجلت کی وجہ سے (مثلاً: سفر ہو) قراءت کو مختصر کر لیں نہ کہ رکوع سجدوں کو بگاڑ دیں۔

حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے دو نمازوں کے درمیان ملاقاتوں کے لئے وقت فارغ کرنا اگلی نماز میں کمال پیدا کرنے کے لئے ہے۔

فرمایا: ایک دن ہم نے نماز پڑھائی تو اگلے دن ایک صاحب کہنے لگے کہ ہمیں ذرا جلدی ہے، اس لئے آج متقیوں والی نماز نہ پڑھائیں، میں نے کہا کہ کیا میں تمہیں فاجروں والی نماز پڑھاؤں۔

فرمایا: نماز میں عجلت کرنے اور نماز کو بگاڑنے کی وعیدیں دیکھا کرو۔

فرمایا: ہمارے اندر رکوع سجدے تو مے اور قاعدے میں جلدی کرنے کا عام

رواج اور عام مزاج ہے۔ (۱)

(۱) حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ ایک کوتاہی یہ ہے کہ بعض لوگ تعدیل ارکان و اتیان سنن کا اہتمام نہیں کرتے نہ قومہ ہے نہ جلسہ ہے، رکوع بھی ہیئت مسنونہ پر نہیں، قیام بھی قدر قراءت مسنونہ سے کم ہے، قراءت میں بھی غلطی کی خبر نہیں۔ (اصلاح انقلاب امت، ص: ۱۰۷)

ہمارے حضرت والا (صاحب ملفوظات) تعدیل ارکان کا خوب اہتمام فرماتے ہیں جس کی وجہ سے دنیا بھر کے لاکھوں مسلمانوں کی نماز درست ہو رہی ہے، تعدیل ارکان کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے علامہ شیخ محمد آفندی حنفی متوفی ۹۸۱ھ کا کتابچہ ”مَعْدِلُ الصَّلَاةِ“ مترجم جس کے مطالعہ کا علامہ شامی نے تعدیل ارکان کے تحت مشورہ دیا ہے۔ (مکتبہ احسان لکھنؤ سے چھپی ہے)۔

فرمایا: خدا کی قسم اللہ کے نبی ﷺ نے نماز کو تقسیم نہیں کیا کہ یہ علماء کی نماز ہے، یہ عوام الناس کی اور یہ دکاندار کی۔

فرمایا: لوگ سمجھتے ہیں کہ نماز کا چھوٹنا غفلت ہے نماز کو بغیر دھیان کے پڑھنا یہ بھی غفلت ہے۔

فرمایا: کسی کی نماز کامل ہو اور دین ناقص ہو یہ نہیں ہو سکتا۔

فرمایا: دین داروں کے منکرات کا سبب ان کی عبادت کا بگاڑ ہے۔

فرمایا: اذکار نماز (رکوع، سجدے، قوے اور جلسے میں پڑھی جانے والی دعائیں) کو ہم پڑھتے بھی نہیں اور دوسروں کو پڑھنے کے لئے کہتے بھی نہیں؛

حالاں کہ ان اذکار کا نماز میں پڑھنا ثابت ہے۔ (۱)

(۱) یہ اذکار حصین اور معارف الحدیث جلد سوم میں دیکھے جاسکتے ہیں، ان اذکار کے بارے میں کتاب النوازل کے مصنف حضرت الاستاذ مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں: ”الجواب وباللہ التوفیق: قومہ اور جلسہ میں طویل ذکر اور دعا کرنا امام اور منفرد دونوں کے لئے جائز ہے، یعنی ان دعاؤں کو پڑھنے سے نماز میں کسی طرح کی خرابی نہیں آتی، تاہم فقہاء احناف نے یہ صراحت فرمائی ہے کہ جماعت کی نماز میں چوں کہ ہر طرح کے لوگ شریک رہتے ہیں؛ اس لئے امام کے لئے اولیٰ یہی ہے کہ وہ قومہ اور جلسہ میں زائد ذکر و دعا نہ کرے؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے بعض مقتدیوں کو گرانی ہو سکتی ہے؛ تاہم اگر کوئی تنہا نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے لئے ان مواقع میں طویل اذکار اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کا جماعت کی نماز میں عام طور پر تخفیف ہی کا معمول تھا؛ لیکن بعض مواقع پر آپ ﷺ نے بیان جواز کے لئے طویل اختیار فرمائی۔“

فرمایا: ایک صحابی نے عرض کیا میں تجارت کے لئے بحرین جانا چاہتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا پہلے دو رکعت نماز پڑھ لو پھر تجارت کرو، تجارت سے نہیں روکا پہلے نماز پڑنے کا حکم دیا۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ اللہ کے راستے میں نکل کر تم نمازوں کو ضروری سمجھو پانچ تو فرض (نمازیں) ہیں، ان کے علاوہ اشراق، چاشت، اوہین اور تہجد کا بھی مزید اہتمام کرو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ نماز کو بگاڑنے کی وجہ یہ ہے کہ ساری شکلوں سے مسائل کے حل ہونے کا یقین ہے پر نماز سے مسائل کے حل ہونے کا کوئی یقین نہیں ہے۔

فرمایا: اپنی ضرورتوں کو نماز سے پورا کرنے کے لئے ایک نماز سے دوسری نماز کا انتظار کر کے اس سے (اس کے بعد دعاء کر کے) اپنی حاجتوں کو پورا کرانے کی مشق کرو۔ (۱)

فرمایا: اُس سے زیادہ نا سمجھ کون ہوگا جو دعوت کے لئے عبادت کو کمزور کر رہا ہو۔

(۱) ”احملوا حوائجکم علی المکتوبۃ“ (مصنف عبد الرزاق، کتاب الصلاة،

باب الرجل یصلی وهو متلثم، رقم الحدیث: ۴۰۴۰)



فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات سے براہ راست استفادے کے لئے اللہ تعالیٰ کے اوامر (حکموں) کو حضرت محمد ﷺ کے طریقہ پر پورا کرنے کی غرض سے اللہ والا علم حاصل کرنا۔

فرمایا: اس زمانے کی سب سے بڑی جہالت یہ ہے کہ لوگوں نے ہر چیز کے جاننے کو علم سمجھ لیا ہے، علم صرف وہ ہے جو حضرت محمد ﷺ کے طریقے پر سنت ہے، اور اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتے ہیں۔ (۱)

(۱) شیخ الاسلام ترجمان اہل سنت والجماعت حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نور اللہ مرقدہ تو ”جدید دور میں علم اور اس کا استعمال، فتنۃ الفاظ کا جائزہ“ کے تحت فرماتے ہیں: ”موجودہ دور کے علمی و فتنی فتنوں میں سے ایک بڑا فتنہ ”فریب الفاظ“ کا بھی ہے، ایک لفظ جسے ہم بولتے ہیں، وہ اپنے مفہوم کے اعتبار سے ایسے حقائق پر مشتمل ہوتا ہے، جو بالکل صحیح و صادق، مقدس و متبرک، اور نہایت معقول و محمود ہے، مگر اسی لفظ کے عام لغوی معنی کی وسعت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اسے یہ طور تکلیس و تبلیغ، ایک ایسے معنی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جو بجائے مقبول ہونے کے مردود اور مذموم ہوتا ہے، اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ مخاطب کو مغالطہ دے کر، محض خوش نما اور دل فریب الفاظ سے مسحور کر دیں۔“ آزادی، مساوات، تہذیب، ترقی اور اسی طرح کے اور الفاظ ہیں، جو اگر اپنے اصلی و حقیقی معانی میں مستعمل ہوں، نہایت محمود، مستحسن اور قابل تعریف ہیں، لیکن جب کسی زشت و شنیع مفہوم کو خوبصورت ظاہر کرنے کے لیے یہی الفاظ بہ طور نقاب استعمال ہونے لگیں، =

= تو یہ خالص تلمیس و خداع ہے۔ ٹھیک یہی صورت آج کل، لفظ ”علم“ کے متعلق واقع ہوئی ہے۔ کسی مسلم اسکول کا افتتاح ہو، کسی کالج کی بنیاد رکھی جائے، کسی یونیورسٹی کی تقسیم اسناد کا جلسہ ہو، آپ دیکھتے ہیں کہ حضرات مقررین کس شد و مد سے ”علم“ کے فضائل میں، قرآن پاک کی بہت سی آیات اور رسول کریم ﷺ کی بے شمار احادیث پڑھتے رہتے ہیں، گویا اپنے اس طرز عمل سے مخاطبین پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ جدید علم کے ایسے ایسے فضائل قرآن پاک میں موجود ہیں، حالانکہ قرآن کریم کو ایک سرسری نظر سے پڑھ جائیے تو ظاہر ہو جائے گا کہ وہ خود علم کی دو قسمیں قرار دیتا ہے: ایک علم نافع مطلوب و محبوب، دوسرا مضر و مردود..... اس کے نزدیک ایک علم زہر ہے، دوسرا تریاق، ایک پاک شراب ہے، دوسرا محض سراب۔ ایک سبب ہلاکت ہے، دوسرا سامانِ نجات۔ ایک آسمان کی بلندیوں پر اٹھانے والا ہے، دوسرا اسفل السافلین کی پستیوں میں پہونچانے والا۔ جو علم اپنے اثرات کے اعتبار سے آخر کار خشیت الہی اور رغبتِ آخرت پر منتج نہ ہو، جو علم انسان کو خدا سے نڈر اور زندگی کے آخری انجام سے بالکل غافل کر دے، جو علم ایسی مادی دنیا کی لذت و انبساط و شہوات حیوانیہ کو (خواہ کتنی ہی ترقی یافتہ شکل میں ہوں) انسان کا معبود ٹھہرائے، کیا ایسا علم بارگاہ رب العزت میں درخور اعتنا یا لائق التفات ٹھہر سکتا ہے؟ یا قرآن حکیم اس کے اکتساب کی ایک لمحہ کے لیے بھی ترغیب دے سکتا ہے؟ قرآن تو ایسے علم کی نسبت صاف طور پر یہ حکم دیتا ہے: ﴿فَأَعْرِضْ عَنْ مَّنْ تَوَلَّى عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۚ ذَٰلِكَ مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ﴾ (النجم: ۲۹-۳۰) ”تو منہ پھیر لے اس کی طرف سے، جس نے ہماری بات سے منہ پھیر لیا اور جس کا مقصد اس دنیاوی زندگی سے آگے کچھ نہیں، ان کے علم کی رسائی اور پرواز یہیں تک ہے“ اس کے بالمقابل ایک وہ لوگ ہیں، جو اللہ سے ڈرتے ہیں، اس کی مخلوق پر رحم کھاتے ہیں اور ادب و ہندوب کے قاعدوں پر عمل کرتے ہیں۔ اخلاقی پاکیزگی ان کا جوہر ہے، ایمان کے نور سے ان کے دل روشن ہیں۔ غرض کہ علم ان کے اندر انا بیت الی اللہ، رحمت علی الخالق کے اوصاف پیدا کرتا ہے، تو اسی طرح کے اولو العلم کے حق میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ﴾ (المجادلة: ۱۱) (عصری علوم، ص: ۹۷-۱۰۴)

فرمایا: علم حاصل کرو علماء کی مجالس سے اور تربیت حاصل کرو اہل اللہ کی صحبت سے۔ (۱)

فرمایا: صرف کتاب پڑھ کر عمل کر لینا یہ صحابہ کا طریقہ نہیں تھا؛ بلکہ حضور ﷺ کی صحبت سے صحابہ ﷺ علم لیا کرتے تھے۔

فرمایا: جس عمل میں علم اور احتساب (اجر ملنے کا یقین) نہ ہو وہ عادت ہے عمل نہیں۔

فرمایا: علم کو عبادت کے راستے سے لودھانت کے راستے سے مت لو۔ (۲)

فرمایا: علم کے حاصل کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ لایعنی باتیں ہیں (۳)،

دوسرے جہاں سے اور جن سے علم لیا جا رہا ہے ان کی بے ادبی ہے۔ (۴)

فرمایا: صحابہ و تابعین کے زمانے میں طلبہ کو لایعنی بات ایسی چھنتی تھی کہ استاذ کو ٹوک دیا کرتے تھے۔

فرمایا: قرآن کی تعلیم کا اور دین کی بنیادی چیزوں کے سکھانے کا اہتمام ہر محلے والوں کا کام ہے اور یہ ہر مسجد کے مصلیٰ کی ذمہ داری ہے۔

فرمایا: اگر دین کے تقاضے کے لئے اعدائے دین (دین کے دشمنوں) کی زبان سیکھی جاسکتی ہے، تو معذورین کی زبان کیوں نہیں سیکھی جاتی۔ (۵)

(۱) ”من فقه الرجل ممشاہ ومدخلہ ومخرجہ مع اهل العلم“ (آخر جہ ابن عبد البر فی جامعہ: ۱۳۱/۱)

(۲) ”اتق الله تكن أعلم الناس“ (کنز العمال: ۱۲/۱۲۸)

(۳) مسند أحمد بن حنبل، رقم الحديث: ۱۷۳۸۹

(۴) ”وتواضعوا لمن تعلمتم منه“ (آخر جہ ابن عبد البر: ۱۳۵/۱)

(۵) ابن سعد: ۱۷۴/۴

فرمایا: اگر کسی کو دین پڑھانے قرآن سکھانے اور علم سکھانے کے لئے ہیں تنخواہ ملتی ہے تو یہ اس کے پڑھانے کا بدل نہیں ہے؛ بلکہ یہ اس شغل کا بدل ہے جس مشغلے (تجارت وغیرہ) سے اس کو ہٹا کر پڑھانے پر لگایا گیا ہے۔

فرمایا: آج ہمارے پاس جو علم ہے یہ پچھلوں کا عمل ہے اور آج کا عمل بعد والوں کے لئے علم بنے گا؛ ورنہ امت سے امت میں علم منتقل ہوا اور عمل منتقل نہ ہو تو یہ معلومات ہیں۔

فرمایا: بعض آدمی کہ جی مجھے کوئی ایسا مدرسہ بتاؤ جو تبلیغی مدرسہ ہو، میں نے کہا کہ تم تبلیغی مدرسہ تلاش کر رہے ہو میں چاہتا ہوں ایسا مدرسہ تلاش کرو جہاں یہ کام نہ ہوتا ہو کہ وہاں اس کام کو شروع کیا جاسکے۔

فرمایا: حضور ﷺ نے اپنے لائے ہوئے علم کو غیث کثیر (موسلا دھار بارش) بتلایا ہے۔ (۱) جس میں بلندی اور حرکت ہوتی ہے، کنواں نہیں بتلایا؛ کیوں کہ اس میں جمود اور پستی ہے۔

(۱) عن أبي موسى، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم، مثل الغيث الكثير أصاب أرضاً، فكان منها نقيّة، قبلت الماء، فأنبتت الكلأ والعشب الكثير، وكانت منها أجادب، أمسكت الماء، فنفع الله بها الناس، فشربوا وسقوا وزرعوا، وأصاب منها طائفة أخرى، إنما هي قيعان لا تمسك ماء ولا تنبت كلأ، فذلك مثل من فقه في دين الله، ونفعه ما بعثني الله به فعلم وعلم، ومثل من لم يرفع بذلك رأساً، ولم يقبل هدى الله الذي أرسلت به، (صحيح البخاري، كتاب العلم، باب فضل من علم وعلم، رقم الحديث: ۷۹)

فرمایا: دین کے کسی شعبہ کا انکار حضرت محمد ﷺ کے احکامات کا انکار ہے۔

فرمایا: مساجد میں قرآنی تفاسیر کے حلقے یہ ایسی چیز ہیں جس کی امت کو سخت ضرورت ہے، اگر ان کو ہلکا سمجھا گیا تو یہ بڑی محرومی کا سبب ہے۔

فرمایا: علمائے دیوبند کا جو مسلک ہے وہی ہمارا مسلک ہے۔

فرمایا: تبلیغی کام کرنے والوں کا اپنا کوئی رائے قائم کرنا انتہائی گمراہی اور فتنہ کا سبب ہے۔

فرمایا: یہ بات دل سے نکال دینا چاہئے کہ ہمارا ان مراکز کے علاوہ کوئی اور مرجع ہے، اس کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

فرمایا: میرے پاس سال والے آتے ہیں، میں انہیں پہلا مشورہ یہی دیتا ہوں کہ یکسوئی کے ساتھ سال لگاؤ اور پھر پڑھاؤ۔

فرمایا: تعلیم کا کوئی بدل نہیں سوائے جنت کے۔

فرمایا: کوئی جماعت نکلے اور اس کے ساتھ عالم نہ ہو یہ نقصان کی بات ہے۔

فرمایا: ہم یہ کبھی نہیں کہتے کہ مدرسہ چھوڑو امامت چھوڑو ہم تو یہ کہتے ہیں کہ انتظام کر کے جاؤ، حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد قرظی رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ (مؤذن) طے کر اللہ کے راستے میں نکلتے تھے۔ (۱)

فرمایا: اپنے بچوں کو علم الہی پڑھاؤ آج تو ساری محنت اور کوشش بچوں کو انگریزی پڑھانے پر ہے۔

علماء

فرمایا: تیسرے نمبر کا مقصد امت میں علم اور علماء کی عظمت پیدا کرنا ہے۔
 فرمایا: حضرت فرماتے تھے علماء سے پوچھ کر چلنا یہ ایمان کی دلیل ہے ورنہ جس
 کے پاس ایمان نہ ہوگا اس کو علم سے کوئی رغبت نہیں ہوگی۔
 فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ علماء سے محبت کیا کرو اور علماء کی زیارت کو عبادت
 یقین کرو۔ (۱)
 فرمایا: امامت کے حق دار علماء ہیں؛ تاکہ تمام مسائل میں دینی اعتبار سے سب کی
 رہنمائی کریں۔ (۲)
 فرمایا: میری خواہش یہ ہے کہ ہر عالم اور مفتی مسجد کو وقت دے اور امت آ کر
 مسائل معلوم کرے۔
 فرمایا: ایک آدمی اپنی مسجد میں صبح یا شام وقت دیتا ہے اور شام کو کسی عالم کی مجلس
 میں چلا گیا، یا کسی مفتی کی فقہ کی مجلس میں یا کسی محدث کے درس میں تو
 کام کرنے والے کہتے ہیں کہ اوہو ہمارا کام یہ تھوڑا ہے، ہم تبلیغ والے

(۱) ”أغد عالماً أو متعلماً أو مستمعاً أو محباً ولا تكن الخامسة، فتهلك ،
 والخامسة أن تبغض العلم وأهله“ (طبرانی)

(۲) الأحق بالإمامة الأعلّم بأحكام الصلاة. (الدر المختار: ۵۵۷/۱)

ہیں، ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے وہ پڑھانے والے ہیں۔

فرمایا: مشورے میں علماء کو مقدم کرنا چاہئے تاکہ یہ کام سیرت سے نہ ہٹے۔

فرمایا: علماء کے ٹوکے کو ان کا اپنے اوپر احسان یقین کریں۔

فرمایا: یہ بڑی چوک ہے، کہ وقت لگائے ہوئے علماء کو وقت نہ لگانے والے سے افضل سمجھتے ہیں۔

فرمایا: علماء کو جاہل اور ان پڑھ لوگوں میں جانا چاہئے؛ تاکہ اپنے علم کا مصرف (خرج کرنے کی جگہ) سمجھ میں آجائے۔

فرمایا: فارغ ہونے والے علماء تینوں کام دعوت، تعلیم، تجارت ایک ساتھ کریں، تعلیم اور تبلیغ دونوں عمل ضروری ہیں، اس میں جو فرق کرتے ہیں وہ جاہل

ہیں۔ (۱)

فرمایا: بعض مرتبہ تو اپنی محنت سے شیطان ایک ایسی برائی پیدا کرتا ہے کہ کام کرنے والے کہہ گزرتے ہیں کہ ہمیں علماء کی ضرورت نہیں یہ شیطان کا

وسوسہ ہے۔

فرمایا: آلات (واڑساپ، انٹرنیٹ وغیرہ) نے عوام کو علماء سے مستغنی کر دیا ہے۔

طلبہ

فرمایا: طالب علم کا جتنا تعلق اللہ سے ہوگا اسی قدر اللہ کی طرف سے علم کا فیضان (فائدہ پہونچانا) ہوگا۔

فرمایا: مدخل علم (آنکھ، کان، زبان) کو پاکیزہ بناؤ کیوں کہ اللہ کا نور گندے راستوں سے کبھی حاصل نہ ہوگا۔

فرمایا: کتابی نقوش اللہ تعالیٰ کی اطاعت تک پہنچنے اور اس کے نور کو حاصل کرنے کے صرف ذرائع ہیں علم کا نور تو اُسی کو حاصل ہوگا جو تعلق مع اللہ اور اتباع سنت کو پیش نظر رکھے۔

فرمایا: حصول علم کے تین بڑے اسباب ہیں: استغفار، تلاوت اور تہجد۔
فرمایا: علم کو حاصل کرنے کی سب سے بہتر جگہ مسجد ہے، مولانا الیاس صاحبؒ کا ملفوظ ہے کہ حوادثِ زمانہ (ضروریاتِ زمانہ) نے علم کو مسجد سے نکال دیا ہے۔

فائدہ: عام طور پر قدیم درسگاہیں پہلے مسجد ہی سے شروع ہوئی ہیں بعد میں جب طلباء کی تعداد بڑھی تو عمارتیں بنائی گئیں۔

فرمایا: طلبہ کہتے ہیں کہ جو بات مسجد میں بیٹھ کر سمجھ میں آتی ہے وہ قیام گاہ میں سمجھ

میں نہیں آتی، جب بھی وقت مل جائے کتابیں لے کر مسجد میں آ جایا کرو۔
 فرمایا: عمل کرنے کا زمانہ فراغت کے بعد شروع ہوگا سمجھنا یہ شیطان کا حربہ ہے جو
 حصول علم کے زمانے میں ذکر، سنتیں اور نوافل کے اہتمام سے ہٹا دیتا ہے۔
 فرمایا: علماء کی صحبت کے بغیر علم حاصل کرنا میرے نزدیک ایسا ہی ہے جیسے کسی
 میڈیکل اسٹور سے ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر دوا لے کر کھالینا۔ جتنا اس
 میں خطرہ ہے اس سے کہیں زیادہ خطرہ اس میں ہے۔

فرمایا: اللہ کے راستے کا خروج حصول علم کے لئے حارج (رکاوٹ) نہیں بلکہ
 معاون (مددگار) ہے؛ کیوں کہ نبوت کا ایک عمل دوسرے عمل کے لئے
 حارج کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔

فرمایا: عصیان (نافرمانی) سے نسیان (بھول) پیدا ہوتا ہے، اس کا علاج
 استغفار ہے۔

فرمایا: اب کہاں وہ مدرسین اور طلبہ؟ اگر مدرسے کا گھاس بکری نے کھالیا تو کہتے
 تھے آج بکری کا دودھ مدرسہ میں بھیج دیا جائے۔

فرمایا: اگر کوئی طالب علم کسی شیخ سے کسی متقی عالم سے اپنی اصلاح کا تعلق رکھنا
 چاہتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ نہیں بھائی ابھی تو پڑھ رہا ہے؛ حالاں کہ یہی
 اس کے پابند ہونے کا وقت ہے۔

مدارس دینیہ

- فرمایا: دینی مدارس کو اسلام کا قلعہ یقین کرو۔
- فرمایا: اپنے بچوں کو قرآن پڑھائیں دینی مدرسوں میں داخلہ کرائیں۔
- فرمایا: مدارس تبلیغ کی آمدنی ہے۔
- فرمایا: مدارس کے تعاون کو اپنے مال کا سب سے بڑا مصرف سمجھو۔
- فرمایا: مدارس پر خرچ کرنا سب سے بڑا صدقہ جاریہ ہے۔
- فرمایا: ہر جگہ کی عوام کو علماء سے جوڑنا اور ہر جگہ کی عوام کو مدارس اور مکاتب سے جوڑنا ہماری محنت اور کوششوں کا بنیادی مقصد ہے۔
- فرمایا: مدارس سمندر ہیں، یہاں سے اُٹھنے والے بادل (علماء) ہر جگہ برسیں گے۔
- فرمایا: جو مال اپنی خواہشات پر خرچ کر رہے ہو اُسے خواہشات سے بچا بچا کر مدرسوں پر خرچ کرو۔
- فرمایا: فارغ ہونے والے فضلاء اپنی اپنی مساجد کو مدرسہ بنائیں۔

مکاتیب قرآنیہ

فرمایا: مولانا الیاسؒ کے خطوط میں باقاعدہ مکتب کی ضرورت اس کے قیام اور اس کی تنخواہ کا انتظام کرنے کا ذکر ملتا ہے۔ (۱)

فرمایا: مسجد مسجد مکتب کی شکل قائم کی جائے۔

فرمایا: روزانہ کی ملاقاتوں میں گھر گھر یہ بات چلائیں کہ آپ لوگ اپنے بچوں کو قرآن سیکھنے کے لئے مسجد میں بھیجیں۔

فرمایا: مکتب صرف چھوٹے بچوں کے لئے نہیں؛ بلکہ بڑے بھی بیٹھ سکتے ہیں۔

(۱) میرا مقصد محض الزام نہیں ہے؛ بلکہ ایک طرف متوجہ ہو کر اطمینان کے ساتھ ذکر کی تکثیر اور نمازیں پڑھ کر پھر از سر نو پر زور کوشش کی ہمتیں کریں اور ان دونوں باتوں میں پوری روش زندگی ہو کہ ہر مسلمان کی مسجد وہاں کے بچوں کے مکتب کی صورت ہو، اپنے دشمن کی گھات سے ہوشیار رہو اور حق تعالیٰ جل جلالہ کی حصول رضا میں جان دے دینے کے رواج میں پوری کوشش کرو۔ فقط والسلام، بندہ محمد الیاس عفی عنہ، بقلم بشیر احمد۔ نوٹ: اس خط کی نقلیں مختلف احباب کی طرف روانہ فرمادیں۔ (مکاتیب مولانا محمد الیاس صاحبؒ، ص: ۱۲۶)

ذکر

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اوامر میں اللہ تعالیٰ کے دھیان کے ساتھ مشغول ہونا ذکر ہے۔

فرمایا: ذکر کا مطلب صرف تسبیح کا پورا کرنا نہیں ہے، تسبیح تو اللہ کے دھیان کو لانے کا سبب ہے، اصل میں ذکر کہتے ہیں اللہ کے دھیان کو؛ کیوں کہ جتنے بھی اعمال (نماز تسبیح تلاوت) میں وہ صرف اللہ کے دھیان کو لانے کے سبب ہیں؛ اس لئے جمعاً ان کو ذکر کہا جاتا ہے۔

فرمایا: جو عمل بھی اللہ کے دھیان کے ساتھ ہو ذکر ہے، اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر اطاعت کرنے والا ذکر ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے ذکر کے لئے وضو کرو اور تنہائی کا کونہ تلاش کرو، اللہ کا ذکر اللہ کے غیر سے کٹ کر ہوتا ہے۔ (۱)

(۱) ”وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا“ خالی ہونے کے دو مطلب ہیں: ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں، یہ عام مطلب ہے۔ دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو، اصل خلوت یہی ہے؛ اس لئے کہ اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں۔ (فضائل ذکر، حدیث نمبر: ۱۶ کی تشریح)

فرمایا: بعض ہمارے ساتھ جماعتوں میں لگاتے ہیں وہ بیمار ہو کر آتے ہیں، دماغ میں خشکی آ جاتی ہے، پاگل پن کی باتیں کرتے ہیں، وجہ پوچھنے پر پتہ چلتا ہے کسی کتاب میں کسی بزرگ کا وظیفہ پڑھ لیا اور خود سے پڑھنے لگے۔

فرمایا: گناہ (کے ارادے کے وقت) اللہ یاد نہ آئے غفلت ہے۔

فرمایا: حضور ﷺ نے اپنی امت کو معتدل اذکار بتلائے ہیں، اذکار مسنونہ میں سنت کی اقتداء کی وجہ سچو انوارات اور اجر ہے دوسرے اذکار میں وہ بات نہیں۔

فرمایا: حضور ﷺ کے احسانات کا بدلہ چکانے سے عاجز ہونے کے دھیان کے ساتھ درود بھیجنا چاہئے۔

فرمایا: ساتھی ہاتھ میں تسبیح لے کر بیٹھتا ہے تو اسے نیند آنے لگتی ہے؛ حالاں کہ ذکر اندر کی غفلت کو توڑنے کے لئے ہے۔

فرمایا: سب مسنون دعاؤں کا اہتمام کیا کرو حضرت فرماتے تھے کہ مسنون دعاؤں میں قبولیت کے راستے دیکھے ہوئے ہیں۔ (۱)

(۱) شاہ محمد یعقوب صاحب مجددیؒ فرماتے ہیں: ”دعاؤں کے جو مضامین اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تلقین فرمائے، اُن سے پہلے قبولیت کا فیصلہ فرمالیا، جس طرح کوئی حاکم جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو امیدوار کو خود ہی عرضی کا مضمون لکھوا دیتا ہے، یہ صرف ادعیہ ماثورہ کی خصوصیت ہے، بزرگوں سے جو دعائیں منقول ہیں وہ اس مرتبے کو نہیں پہنچ سکتیں، بزرگوں کی دعاؤں کی مثال پرندہ کی ہے جو خود اڑتا ہے اور قرآن اور حدیث کی دعاؤں کی مثال ہوائی جہاز کی سی ہے جو سیکڑوں کو لے کر اڑتا ہے؛ اسی لئے سورۃ الفاتحہ میں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے: ”ایاک نعبد وایاک نستعین“ (صحیحہ باہل دل، ص: ۷۷)

تلاوت

فرمایا: اللہ توفیق دے تو صبح صادق سے پہلے قرآن دیکھ کر پڑھ لیا کرو، چاہے تین آیتیں ہی کیوں نہ ہو۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں نے سارے بزرگوں کو اوراد و وظائف کرتے دیکھا مگر جتنا تیز رفتاری سے اللہ کا قرب صبح صادق سے پہلے قرآن دیکھ کر پڑھنے کا محسوس کیا اتنا کسی وظیفہ میں اور کسی ورد میں اور کسی عمل میں نہیں پایا۔

فرمایا: کلام اللہ سے اثر لینے کا رواج امت سے ختم ہو گیا حکومت کوئی بات کہے گی تو اس کا اثر لیں گے۔ (۱)

فرمایا: صبح اُٹھ کر قرآن پڑھنے کا وہ تقاضہ نہیں جو اخبار پڑھنے کا ہے، حالاں کہ

(۱) جس کی بڑی وجہ تلاوت کے باطنی آداب کی رعایت نہ کرنا اور قرآن کو سمجھ کر نہ پڑھنا ہے، حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں: ”قرآن کے معنی جاننے کی رغبت جس قدر کہ کم پائی جاتی ہے، قریب قریب نہ ہونے کے ہے، سخت افسوس کی بات ہے کہ جو اصل مدار ہے اسلام کا جو منبع ہے تمام دینی علوم کا جو اساس ہے دارین کے فلاح کا، جو خاص علاقہ ہے معاملہ و خطاب کا اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے اور آپ کی امت کو نہ خبر، نہ خبر کا شوق، ہماری اس جوہ و نمود کی کوئی انتہا بھی ہے۔ (اصلاح انقلاب امت، ص: ۴۶)

اخبار میں بہت سی خبریں جھوٹی ہوتی ہیں اور قرآن میں سچی اور اچھی باتیں ہیں۔ (۱)

فرمایا: جو لوگ تلاوت کا اہتمام نہیں کرتے انہیں علم کے متعلق عمل کے متعلق باتیں یاد نہیں آتیں۔

فرمایا: تلاوت کی وجہ سے خیر کی باتیں الہام کی جاتی ہیں۔

فرمایا: قرآن پڑھا کرو اور سمجھ کر پڑھا کرو۔ (۲)

فرمایا: قرآن کی تلاوت سے علم کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

فرمایا: بلا سمجھے قرآن پڑھنے کی وجہ سے قرآن سے اثر لینا ختم ہو گیا ہے۔

فرمایا: قرآن کو صحیح پڑھنا فرض ہے زیادہ پڑھنا فرض نہیں ہے۔ (۳)

فرمایا: تلاوت میں جی کا نہ لگنا دل کے گندے ہونے کی علامت ہے۔ (۴)

(۱) تھانہ بھون میں عام سالکین و طالبین کو اخبار بنی کی ممانعت تھی، حضرت ممدوح کا ایک رسالہ بھی اس موضوع پر ہے، جس کا نام ہی ”اخبار بنی“ ہے، اس کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ اخبار صرف وہ لوگ پڑھیں جو اس سے کام لیں اور اس کے اہل ہوں، دوسرے لوگوں کے لئے لایعنی اور موجب مفاسد ہے۔ (صحبتے با اہل دل، ص: ۶۷)

(۲) ﴿أَفَلَا يَنْدَبُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا﴾ (محمد: ۲۴)

(۳) ﴿وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا﴾ (المزمل: ۴) یہ ملفوظ ان لوگوں پر رد ہے جو تلاوت کی مقدار کو بڑھانے کے لئے قواعد تجوید کی رعایت نہیں کرتے خاص طور سے تراویح میں۔

(۴) ”لو طهرت قلوبكم ما شبع من كلام الله“ (حلیۃ الأولیاء، وطبقات

الأصفیاء: ۳۰۰/۷)

اکرام مسلم

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے بندوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے اوامر کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کی پابندی کے ساتھ پورا کرنا اور اس میں مسلمانوں کی نوعیت کا لحاظ کرنا اکرام مسلم ہے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے گناہ گار سے گناہ گار مسلمان کو بھی اچھی نگاہ سے دیکھنے کی مشق کرو۔

فرمایا: جس شخص سے ناگواری پیش آئے اس کو چھوڑ دیں اور جو احسان کرے اس کو لے لیں اس سے فرقہ بنتا ہے امت نہیں بنتی۔

فرمایا: اکرام مسلم کا مجاہدہ یہ ہے کہ جن سے طبیعتیں نہیں ملتیں ان کے قریب ہو جاؤ۔

فرمایا: ادنیٰ مسلمان کی تحقیر بھی آدمی کو گمراہی کے راستے پر ڈال دیتی ہے۔
فرمایا: اکرام یہ ہے کہ اپنا حق معاف کر دیں، دوسروں کا حق ادا کر دینا یہ اکرام کی اعلیٰ سطح نہیں ہے یہ تو وہ اکرام ہے کہ اگر نہ کیا گیا تو پکڑ ہوگی۔

فرمایا: اکرام کی مشق نئے لوگوں کے ساتھ چلنے میں ہے۔
فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ مسلمان کا اکرام اسلام کی وجہ سے کیا کرو اس لئے

نہیں کہ یہ میری قوم کا ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اکرام مسلم کا معیار اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ ہمارے اندر حضور ﷺ والے اخلاق آجائیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اکرام کے ذریعہ برائی کرنے والے کو اپنے سے اتنا قریب کرو کہ وہ تمہاری بات مان لے اگر پھر بھی وہ نہ مانے تو اللہ تعالیٰ سے کہہ کر یعنی دعا کر کے اس کی اصلاح کراؤ۔

فرمایا: کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرنا ایسا ہے جسے سونے والے کا ستر کھل جائے تو دوسروں کو بلا کر دکھانا۔

فرمایا: اکرام مسلم سے امت بنتی ہے، اور اکرام محسن سے شخصی تعلق بنتا ہے۔

فرمایا: ساتھیوں کو ان کی خطاؤں کے باوجود بے وزن مت کرو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ آنے والے کا ایسا اکرام کرو کہ اس کو شرم آنے لگے اور ایسی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کو رحم آنے لگے۔

فرمایا: مسلمان کا گناہ ثابت نہ ہونے دو۔ (۱)

فرمایا: کسی مسلمان کا عیب ظاہر کرنا ایسا ہے جیسا سونے والے کا ستر کھل جائے تو دوسروں کو بلا کر دکھانا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ (یہ) کام اُن لوگوں سے لیتے ہیں جو مسلمانوں کا عیب دیکھ کر بھلا دیں۔

(۱) ”آخذہ بقولہ وأترکہ بقولہ“ (کنز: ۱۱/۳)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اغراض کے لئے کسی سے کوئی سلوک کرنا اخلاق نہیں ہے۔

فرمایا: ہم انہیں سلام کرتے ہیں جن کو جانتے ہیں، جن کو نہیں جانتے اُن کو سلام نہیں کرتے، جبکہ جان پہچان کی وجہ سے سلام کرنا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔ (۱)

فرمایا: معاملات کو بگاڑ کر دنیا میں عبادت کرنے والے اپنی ساری عبادتیں صرف دوسروں کے لئے کر رہے ہیں۔ (۲)

(۱) عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ، قال: قال رسول اللہ ﷺ: ”إن من إشارات الساعة أن يسلم الرجل على الرجل، لا يسلم عليه إلا للمعرفة“ (مسند أحمد بن حنبل، حدیث نمبر: ۳۸۴۸)

(۲) ”أتدرون من المفلس؟...“ (سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والرقائق والورع، رقم الحديث: ۲۴۱۸)

اخلاص نیت

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے اوامر کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے پورا کرنا اخلاص ہے۔

فرمایا: بتوں کا شرک بھی جہنم میں لے جائے گا (۱) اور عمل کا شرک بھی جہنم میں لے جائے گا (۲)۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اعمال میں ریاء (دکھلاوا) یقین کے ضعف (کمزوری) سے پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا: محنت کے بعد میرا کام کرنے والوں میں کیا درجہ بنا؟ (سوچنا) بس یہیں سے عمل میں ریاء شروع ہوتا ہے۔

فرمایا: ریاء کار کی نظر مخلوق پر رہتی ہے، اگر کوئی اس کے عمل پر تعریف کرے تو اس کی ہمت بڑھ جاتی ہے، ورنہ بیٹھ جاتا ہے۔

فرمایا: یہ کام (دعوت کا) اجتماعی ہے اور جو کام اجتماعی ہوتے ہیں ان میں ریاء (دکھلاوا) کا اندیشہ ہوتا ہے؛ اس لئے استحضار رہے کہ میں کیوں کر رہا ہوں۔

(۱) ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾ (النساء: ۴۸)

(۲) صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب من قاتل للرياء والسمعة واستحق النار،

رقم الحديث: ۱۵۲ (۱۹۰۵)

فرمایا: اخلاص عمل کی زینت ہے۔

فرمایا: مخلص وہ ہوتا ہے جو محنت کر کے کام کرنے والوں سے کسی قسم کی شاباشی یا کم از کم پرانوں سے قرب نزدیکی کا طالب نہ ہو۔

فرمایا: اگر تم نے ایسا کر دیا (کام کرنے والوں کے نام پتے اور نمبرات انٹرنیٹ پر ڈال دیے) تو سمجھ لو کہ تم نے سارے کام کرنے والوں کے نام اعداء دین (دین کے دشمنوں کے حوالہ کیا اور یہ حکمت اور اخلاص کے منافی (خلاف) ہے۔

فرمایا: وہ آدمی مخلص ہو ہی نہیں سکتا جو یہ سمجھے کہ لوگوں نے مجھے پہنچانا نہیں۔
فرمایا: اپنے آپ کو شہرت سے اتنا چھپاؤ کہ تمہاری موت آئے تو کسی کو خبر نہ ہو کہ تمہاری تدفین کہاں ہوئی؟

فرمایا: غیر مخلصین کو اپنی شہرت سے قبولیت کا دھوکہ لگتا ہے۔
فرمایا: مخلص ہمت افزائی (ہمت بڑھانے) اور شاباشی کا متمنی (تمنا کرنے والا) نہیں ہوتا ہے۔

فرمایا: انسان کی خرید و فروخت ہر جگہ (حکومت سیاست تجارت وغیرہ) عام ہے، مال سے بچنے والے مخلصین ہی ہو سکتے ہیں۔
فرمایا: جو اپنا تعارف کرانا چاہے گا وہ مخلص نہیں ہو سکتا۔

دعوت الی اللہ

فرمایا: اپنے یقین و عمل کو درست کرنے اور سارے انسانوں کو صحیح یقین و عمل پر لانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے طریقہ محنت کو سارے عالم میں زندہ کرنے کی کوشش کرنا۔

فرمایا: دعوت دینا تو ہر ایک کے ذمہ ہے (چاہے داعی اس چیز پر جس کی وہ دعوت دے رہا ہو) اس پر عمل کرتا ہو یا عمل نہ کرتا ہو، ہاں دعوت دینے والے کو چاہئے کہ وہ عمل بھی کرے کہ کہیں اس کی دعوت عمل سے خالی نہ ہو جائے۔ (۱)

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ اللہ کے راستے کی جہد (کوشش) سے خیر کی ساری راہیں (راستے) کھل جائیں گی۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے شیطان عبادت سے اتنا نہیں روکتا جتنا دعوت سے روکتا ہے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ کام ولی گر (اللہ کا دوست بنانے والا) ہے۔

فرمایا: اس امت کی ذمہ داری مورچہ سنبھالنے کی ہے کونہ سنبھالنے کی نہیں۔
 فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ تم ذاتی ترقی چاہتے تو کونہ سنبھالو اور چاہتے
 ہو کہ دینی انقلاب آئے تو محنت کرو، ہر ایک کے ذمہ امت ہونا اور قانت
 ہونا ضروری ہے، امت دوسروں کو دین سکھانے والے اور قانت اپنی
 ذات سے احکامات پر عمل کرنے والے کو کہتے ہیں۔

فرمایا: جب آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جا رہے تھے اس وقت آپ امت کو
 تین باتوں کا حکم دیا: نماز (حقوق اللہ) غلاموں اور ماتحتوں کے ساتھ اچھا
 سلوک (حقوق العباد) حضرت اسامہ کے لشکر کی روانگی (دعوت)۔

فرمایا: آپ ﷺ نے ہر فرد کو داعی بنایا تھا، سو فی صد صحابہ دعوت والے تھے، اس
 دعوت کی عمومیت نے لوگوں کے اسلام میں آنے کا راستہ کھولا ہوا تھا،
 اسلام سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔

فرمایا: سو فی صد صحابہ ﷺ دعوت پر مجتمع تھے؛ کیوں کہ انہیں دعوت کی ذمہ داری
 اسلام میں داخلے کے ساتھ دی جاتی تھی حضرت عکرمہؓ نے اسلام
 قبول کیا دریافت کیا اب میں کیا کروں، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اللہ کو
 اور سارے مسلمانوں کو اس بات پر گواہ بناؤ کہ تم آج سے دین کی محنت
 کرنے والے ہو، انہوں نے کہا: ”أشهد الله وأشهد من حضر إني
 مسلم مجاهد مهاجر“ (۱)

(۱) حياة الصحابة، إسلام عكرمة وشهادته بكمال برّه عليه السلام ۲۰۶/۱

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ جس فکر سے تم کہیں قدم رکھو گے وہاں اس کے اثرات پڑیں گے۔

فرمایا: کسمپرس (بد حال) لوگوں کے پاس دعوت دینے جانا اس سے بڑھ کر اللہ کے قرب کا کوئی راستہ نہیں۔

فرمایا: مغفرت اس کام کے باغ کا پہلا پھل ہے۔

فرمایا: دعوت سے نسبت کافی نہیں بلکہ مناسبت ضروری ہے۔

فرمایا: اس کام سے مناسبت کی علامت یہ ہے کہ اعمال دعوت کے چھوٹنے کی وجہ سے اعمال میں کمی محسوس ہو۔

فرمایا: جس گاڑی میں بھی سفر کریں ہر ایک کو دعوت دیں ہر ایک سے ملاقات کریں یہ نہ دیکھیں کہ ہماری جماعت کا آدمی ہے یا کون ہے؟

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب یہ امت دین کی دعوت چھوڑ دے گی تو اپنے دین کی اہمیت اُس سے ختم ہو جائے گی۔

فرمایا: اگر تم نے مال داروں کے مال سے متاثر ہو کر دعوت دی تو وہ تمہاری بات سے ہرگز متاثر نہ ہوں گے۔

فرمایا: اُمت کے سامنے صحابہؓ کا صرف وہ عمل رہ گیا جو قتال اور غیروں کو دعوت دینے میں تھا؛ لیکن اُن کا آپس میں ایمان و عمل کی دعوت دینے کا عمل اوجھل ہو گیا۔

فرمایا: اگر ہم نے اعمال دعوت (گشت، تعلیم، بیان، ملاقاتیں وغیرہ) کو اعمال

عبادت (نماز، ذکر، تلاوت، دعاء وغیرہ) میں کمال پیدا کرنے کے لئے نہ کیا تو دعوت میں دوسرے طریقے غالب آجائیں گے۔

فرمایا: دعوت جہاد کا اول درجہ اور قتال جہاد کا آخری درجہ ہے، (۱) تو جو امت جہاد کے اول درجے (دعوت) پر عمل نہیں کرتی وہ جہاد کے آخری درجے (قتال) پر کیسے عمل کرے گی؟

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرماتے تھے کہ جس عمل کو اپنے اندر لانا چاہتے ہو اُس عمل کی دوسروں کو دعوت دو۔

فرمایا: دعوت اور تعلیم دو متلازم (ایک دوسرے کے لئے لازم رہنے والے) شعبے ہیں، ان میں سے ایک دوسرے کا متبادل (بدل) نہیں ہو سکتا، اگر ان دونوں کو متلازم نہ کیا تو اُن میں سے ایک کا استخفاف (ہلکا پن) پیدا ہوگا، اور ایک کا استخفاف بھی برائی کا سبب بنے گا۔

فرمایا: جس طرح کوئی عمل نماز کا متبادل نہیں اس طرح کوئی شغل (مصروفیت) دعوت کے شغل کا متبادل نہیں ہے۔

فرمایا: ہم یہ سمجھتے ہیں کہ نجات کے دو سبب ہیں (ایمان، اعمال صالحہ) حالاں کہ اللہ تعالیٰ نجات کے چار اسباب بتا رہے ہیں: ایمان، اعمال صالحہ، تو اُسی بالحق (سچے دین کی آپس میں تاکید کرنا)، تو اُسی بالصبر (صبر و تحمل کی آپس میں تاکید کرنا)۔

فرمایا: مفتی محمد شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اپنے عمل کو قرآن و سنت کے تابع

کر لینا جتنا اہم اور ضروری ہے اتنا ہی اہم یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی ایمان اور عمل صالح کی طرف بلانے کی مقدور بھرکوشش کرے، ورنہ صرف اپنا عمل نجات کے لئے نہ ہوگا، خصوصاً اپنے اہل و عیال اور احباب و متعلقین کے اعمال سیئہ سے غفلت برتنا اپنی نجات کا راستہ بند کرنا ہے، اگرچہ خود وہ کیسے اعمال صالحہ کا پابند ہو۔ (۱)

فرمایا: ہم اس کام کو فرض کفایہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے خاندان سے ایک آدمی تبلیغ کے لئے فارغ ہے؛ حالاں کہ فرض کفایہ وہ کام ہوتا ہے جو دوسروں کے لئے ہو اور جو کام (داعی کی دعوت اپنے لئے ہے) اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے وہ فرض عین ہوتا ہے۔ (۲)

فرمایا: کفار مکہ کو عبادت سے نفرت نہیں تھی وہ خود طواف کرتے تھے، دعوت سے نفرت تھی کوئی دعوت دیتا تو اس کی پٹائی کرتے تھے۔ (۳)

(۱) معارف القرآن: ۸/۸۱۴

(۲) ”مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں کہ تبلیغ فرض ہے ہر ایک مسلمان کا فرض عین ہے“ (ارشادات و مکتوبات، ص: ۸۲)

(۳) عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: لما اجتمع أصحاب النبی ﷺ وکانوا ثمانیۃ وثلاثین رجلاً أُلحَّ أبو بکر علی رسول اللہ ﷺ فی الظہور، فقال: ”یا یا بکر إنا قليل“ فلم یزل أبو بکر یلحّ حتی ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتفرق المسلمون فی نواحی المسجد کل رجل فی عشیرة توقام أبو بکر فی الناس خطیباً ورسول اللہ ﷺ جالس، فکان أول خطیب دعا إلی اللہ وإلی رسول اللہ ﷺ وثار المشرکون علی أبی بکر وعلی المسلمین، فضرَبوا فی نواحی المسجد ضرباً شدیداً“ (حیة الصحابة: ۱/۲۹۷، کذا فی فضائل الصحابة)

فرمایا: لوگ ابوطالب کے پاس آپ ﷺ کو عبادت سے روکنے کے لئے نہیں آتے تھے، بلکہ دعوت سے روکنے کے لئے آتے تھے۔ (۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جس چیز کو تم اپنے اندر پیدا کرنا چاہو اس کی دعوت دو۔
حضرت فرماتے تھے یقین کے بننے کا راستہ دعوت ہے۔

فرمایا: صحابہ کے لئے اپنے دین پر استقامت کا بنیادی ذریعہ یہ تھا کہ وہ اپنے دین کے داعی تھے۔

فرمایا: جس موسم کو اللہ تعالیٰ داعی کے لئے لاتے تھے امت نے اس موسم کی وجہ سے دعوت کو چھوڑ دیا ہے۔

فرمایا: جس کام کے چھوٹ جانے کو صحابہ اپنے زمانے میں جرم سمجھتے تھے آج اُس کام کے چھوٹ جانے کو ہم گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

فرمایا: ایک مسلمان کو دعوت کے ذریعہ دین کی طرف لانا یہ دین کی نصرت ہے۔

فرمایا: چار ماہ لگانے کے بعد عالم میں پھرنے کا تقاضہ نہ ہو تو پھر اس کام سے کوئی مناسبت نہیں۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ اپنی ذات سے پورے دین پر چلنے والا دین دار تو ہے مگر دین کا مددگار نہیں۔

(۱) ”یا عم لو وضعت الشمس في يميني والقمر في يساري ما تركت هذا الأمر

حتى يظهره الله أو أهلك في طلبه ثم استعبر رسول الله ﷺ فبکی“ (حیاء

الصحابة: ۱/۳۵)

خروج فی سبیل اللہ

فرمایا: خروج (اللہ کے راستے میں نکلنے) کا ماحول ایسا تھا کہ منافقین خروج سے اعذار (بہانے) کیا کرتے تھے انکار نہیں کر پاتے تھے۔ (۱)

فرمایا: وقت لگائے ہوئے ساتھیوں کی اکثریت کام سے بیٹھی ہوئی ہے؛ کیوں کہ وہ اس کام کو دین سیکھنے کا وقتی مدرسہ سمجھتے ہیں۔

فرمایا: میرے نزدیک جماعت کا اپنی جگہ سے آگے بڑھنا اس وقت تک مناسب نہیں، جب تک وہاں کام نظر نہ آنے لگے۔

فرمایا: مناسبت والوں کے ساتھ نکلنا سیاحت (پکنک) ہے۔

فرمایا: قدام (پرانے) اور سال والے علماء کو سالانہ خروج سے مانع یہ خیال ہے کہ یہ کام صحابہ والا نہیں ہے۔ (۲)

(۱) ﴿يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكُمْ﴾
(النوبة: ۹۵)

(۲) ”تبلیغی حضرات کا جہاد فی سبیل اللہ یا مطلق فی سبیل اللہ کی آیات اور احادیث کو دعوت و تبلیغ پر محمول کرنا بالکل درست اور صحیح ہے، وجہ یہ ہے کہ محدثین نے بھی اس قسم کی روایات کو کار خیر پر محمول فرمایا ہے، ہاں جہاد بمعنی قتال کی نفی جائز نہیں؛ بلکہ وہ بھی اعلاء کلمۃ اللہ اور دشمنوں کی سرکوبی کا ایک اہم ذریعہ ہے“ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا: ۱/۲۵۹)

فرمایا: علماء اور قدماء حضرت مولانا یوسفؒ کے بیانات بار بار پڑھیں؛ تاکہ معلوم ہو کہ اللہ کے راستے میں نکلنے میں تاخیر اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔

فرمایا: ہم خیال ساتھی مل کر جماعت میں جائیں تو تربیت نہ ہوگی۔

فرمایا: اس کام کو اگر اللہ تعالیٰ کا امر (حکم) سمجھ کر نہیں کریں گے تو اتنے بہانے سامنے آئیں گے کہ فیصلہ کرنا دشوار ہوگا کہ نکلوں یا نہیں۔

فرمایا: اللہ کے راستے کا نفر (نکلتا) دین کے قوام (قائم کرنے) کا ذریعہ ہے۔

فرمایا: پچاس ساٹھ فیصد مجمع کام سے بیٹھا ہوا ہے، مجمع میں استقامت نہیں اس لئے کہ وجہ خروج (اللہ کے راستے میں نکلنے کی وجہ) سامنے نہیں، مجمع کے سامنے خروج میں تاخیر ہونے پر جو ناراضگی ہوئی اس کے واقعات نہیں ہیں۔

فرمایا: خروج اس کام کی خصوصیت ہے جو بیان اور مذاکرے اس کے بغیر ہوں، وہ ہمارا موضوع نہیں۔

فرمایا: ایک جماعت کے واپس ہونے سے پہلے دوسری جماعت بھیجنا سنت ہے۔

فرمایا: اس راستے کی نقل و حرکت اسلام کو پھیلانے کی اور مسلمانوں کو اسلام پر باقی رکھے گی۔

مشورہ

فرمایا: جس طرح امام بندھن ہے جماعت کا اسی طرح مشورہ بندھن ہے
اجتماعیت کا، وہ بندھن امارت ہے۔ (۱)

فرمایا: بغیر امارت کے حق غالب نہیں آسکتا اور حق والوں میں اتقاف نہیں ہو سکتا۔
امارت سے امت پن پیدا ہوتا ہے۔

فرمایا: مشورے کا ادب کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایسے رائے دیتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو
کہنا پڑتا کہ آواز بلند کرو۔

فرمایا: اپنی رائے کو حق سمجھنا سیاست ہے۔

فرمایا: ہمارے مشورے کی بنیاد دین کے مٹنے کا غم پیدا کرنا ہے، صرف امور طے
کرنا نہیں ہے۔

فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک بڑے میاں سے فرمایا: تمہیں میرے ساتھ چلنا
ہے، بڑے میاں نے کہا نہیں، میرا بیٹا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

(۱) مولانا الیاس صاحب فرماتے ہیں کہ ”امارت کی برکتیں احاطے سے باہر ہیں، ہمیں حکم
ہے کہ اگر دو بھی باہر نکلیں تو ایک کو امیر بنالیں“ (ارشادات و مکتوبات، ص: ۲۷) مولانا
سعید احمد خان صاحب فرماتے ہیں: ”جب کسی قوم کا امیر نہ ہو اور قوم کسی کے فیصلے پر راضی
نہ ہو تو وہ قوم سخت خطرے میں آ جاتی ہے۔ (مکاتیب: ۳۸۷/۳)

فرمایا: بڑے کی رائے میرے لئے اہم ہے جو ان کے ساتھ چلنے سے۔
 فرمایا: مشورے میں علماء کو مقدم (آگے) رکھو تا کہ مشورہ شریعت کے مطابق
 ہو۔

فرمایا: مشورے میں بات صاف رکھ دو یہ مت سوچو کہ یہ بات اس طرح رکھی گئی
 تو ہمارے حق میں فیصلہ نہیں ہوگا، اس طرح رکھی گئی تو فیصلہ ہو جائے گا۔
 فرمایا: اسلام کے قلعے کی مضبوطی وحدت کلمہ پر ہے اور وحدت کلمہ یہ ہے کہ جو
 بات مشورے سے طے ہو جائے ساتھی وہی بات کریں اور اس پر جسے
 رہیں۔

فرمایا: ہم خیال لوگوں سے مشورہ لینا سیاست ہے۔
 فرمایا: ذاتی اور شخصی امور کو مشورے میں لانے سے آپس میں اختلاف ہوتا ہے۔
 فرمایا: (بعض) لوگ مشورے میں حقیقت کو بدل کر اس طرح گھما پھرا کر بات
 رکھتے ہیں حدیث میں ہے کہ اگر ہم ان کے بارے میں فیصلہ کر دیں؛
 لیکن وہ سمجھ لیں کہ ہم نے انہیں جہنم کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دیا وہ خوش
 نہ ہو کہ بات چل گئی۔ (۱)

(۱) ”عن أم سلمة، عن النبي ﷺ، قال: إنما أنا بشر وإنكم تختصمون إلي، ولعل
 بعضكم أن يكون ألحن بحجته من بعض، وأقضي له على نحو ما أسمع،
 فمن قضيت له من حق أخيه شيئاً فلا يأخذ، فإنما أقطع له قطعة من النار“
 (صحيح البخاری، کتاب الحیل، باب إذا غصب جارية فزعم أنها
 ماتت...، رقم الحدیث: ۶۹۷۶)

فرمایا: جن کی رائے میں ذاتی فائدے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی رائے سے ذمہ داروں کو بے رغبت کر دیتے ہیں۔

فرمایا: جو لوگ دنیوی تقاضوں کو دبا کر مشورے میں آتے ہیں ان پر مشورے کے امور کھلتے ہیں۔

فرمایا: جس طرح نماز میں لقمہ دینے کے لئے دینی سوچ بوجھ کی ضرورت ہے اسی طرح مشورے میں رائے دینے کے لئے سوچ بوجھ کی ضرورت ہے۔

فرمایا: جس طرح امام کو لقمہ بازار اور اخبار میں نہیں دیا جاتا اسی طرح امیر کو رائے بازار اور فون پر نہیں دی جاتی۔

فرمایا: جس طرح دین کا اہم رکن نماز ہے اسی طرح دعوت کا اہم رکن مشورہ ہے۔

فرمایا: مشورے میں فیصلہ ہو جائے تو اپنی رائے بھول جائیں۔

فرمایا: مشورے میں بڑی برکتیں چھپی ہوئی ہیں۔

فرمایا: ساری اجتماعیت اس وقت ٹوٹی ہے جب مشورہ نہج سے ہٹتا ہے۔

فرمایا: مشورہ کوئی کمپنی نہیں جس کے ممبروں اور سب سے رائے لینا اور سب کو متفق کرنا ضروری ہو۔

مسجد کی آبادی کی محنت

فرمایا: ہم نے ملاقاتوں کے ذریعہ ایمان والوں کو مسجد کی طرف بلایا تو سمجھ لو کہ اس کے لئے ہدایت کا دروازہ کھل گیا؛ کیوں کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔ (۱)

فرمایا: مسجد کو آباد کرنے والوں کے لئے یہ وعدے ہیں: اللہ ان پر رحمت نازل کرتے ہیں۔ ان کو راحت دیتے ہیں۔ ان سے راضی ہوتے ہیں۔ ان کو پل صراط سے بجلی کی طرح گزار دیں گے۔ جنت میں داخل فرمائیں گے۔ فرشتے غائب ہوں پھر اس کو تلاش کرتے ہیں۔ بیمار ہونے پر عیادت کرتے ہیں۔ دنیوی کام میں ہوں تو مدد کرتے ہیں۔ (۲)

(۱) "... وإذا أتانني مشيا أتيتهم هرولة" (صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب

ذكر النبي ﷺ وروايته عن ربه، رقم الحديث: ۷۵۳۶)

(۲) وعن أبي الدرداء قال: سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول:

"المسجد بيت كل تقى وتكفل الله لمن كان المسجد بيته بالروح والرحمة

والجواز على الصراط إلى رضوان الله إلى الجنة" (مجمع الزوائد، رقم

الحديث: ۲۰۲۶) "إن غابوا يفتقدونهم وإن مرضوا عادوهم، وإن كانوا في

حاجة أعانهم" (أحمد: ۴۱۷/۲)

فرمایا: لوگوں کو مسجد میں لانے کا داعیہ نہیں ایک ایک گھنٹہ گھر پر بات کرتے ہیں اور لوگوں کا بھی یہ ذہن بن گیا ہے کہ ہم سے ہمارے ماحول میں بات کرو۔

فرمایا: پانچ کام صرف مسجد کی جماعت کے نہیں ہیں؛ بلکہ پورے محلے کے لئے ہے، انہیں (مسلمانوں کو) اپنی دعوت میں لے لو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے جو اپنے ماحول سے نکل کر باہر نہیں آیا وہ ایمان اور یقین کے ماحول سے کیسے متاثر ہو جائے گا۔

فرمایا: زمین اور آسمان کے درمیان ہر آفت کے پیش آنے کا ایک سبب مساجد سے امت کا بے تعلق ہونا ہے۔

فرمایا: صحابہ مساجد کی طرف ایسے چل کر آتے تھے گویا وہاں ان کی حاجتوں کا پورا ہونا انہیں یقین کے ساتھ نظر آ رہا ہے۔

فرمایا: سارے عالم کی مساجد کو ایمان کی مجالس سے آباد کرنا (کام کا) بنیادی مقصد ہے۔ (۱)

(۱) مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مسجدیں مسجد نبوی کی بیٹیاں ہیں؛ اس لئے ان میں وہ سب کام ہونے چاہئیں جو حضور ﷺ کی مسجد میں ہوتے تھے، حضور ﷺ کی مسجد میں نماز کے علاوہ تعلیم و تربیت کا کام بھی ہوتا تھا اور دین کی دعوت کے سلسلہ کے سب کام بھی مسجد ہی سے ہوتے تھے، دین کی تبلیغ یا تعلیم کے لئے وفود کی روانگی بھی مسجد ہی سے ہوتی تھی، یہاں تک کہ عساکر کا نظم بھی مسجد ہی سے ہوتا تھا، ہم چاہتے ہیں کہ ہماری مسجدوں میں بھی اسی طریقہ پر یہ سب کام ہونے لگیں۔ (ملفوظات مولانا الیاس صاحبؒ، ص: ۱۶۸-۲۰۷)

فرمایا: حضور پاک ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کا عام معمول تھا کہ کوئی بات پیش آئی تو فوراً مسجد کی طرف دوڑتے۔

فرمایا: حضرت جیؑ سے دہلی والوں نے کہا تھا باہر پارکوں ہوٹلوں میں لوگ بیٹھے رہتے ہیں، اجازت ہو تو وہاں کام شروع کر دیں، حضرت ٹیک لگائے تھے، بیٹھ گئے اور فرمایا: ہم تو مسجد کی دعوت دیتے ہیں۔

پانچ کام مسجد کے کام کی ابتداء ہے، انتہا نہیں۔

فرمایا: ہم چاہتے ہیں کہ ۲۴ گھنٹے میں ہر وقت آنے والے کو مسجد میں تربیت اور علم و ایمان کا حلقہ ملے۔

فرمایا: اعمال مسجد اعمال نبوت اعمال ہدایت اور اعمال تربیت ہیں۔

فرمایا: مسجد سے بے تعلق ہونا یہ اللہ سے بے تعلق ہونے کی نشانی ہے۔ (۱)

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ ساری کائنات کے نظام کو مسجد کے ذریعہ کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

فرمایا: مسجدوں کو آباد کرنے والوں سے جو عذاب مقدر ہوتا ہے وہ ہٹایا جاتا ہے۔ (۲)

فرمایا: دور صحابہ میں جس علم کا اعلان مسجد سے ہوتا تھا، لوگوں کا اس پر عمل کے لئے آمادہ ہونا آسان ہوتا تھا۔

(۱) ”من ألف المسجد ألفه الله“ (مجمع الزوائد: ۱۲۵/۲)

(۲) فضائل نماز، ص: ۲۰

فرمایا: مسجد کے باہر دعوت دینے سے انکار نہیں؛ لیکن کوشش یہ ہو کہ مسجد میں ہو۔

فرمایا: ضدی کا فر بھی مسجد آ کر متاثر ہوتے تھے اور اسلام قبول کرتے تھے۔ (۱)

فرمایا: دلوں کے پلٹنے کی اصل جگہ مسجد ہے۔ (۲)

فرمایا: مسجد کے ماحول کا کوئی متبادل نہیں ہے۔

فرمایا: شیطان کے حملے سے بچنے کے لئے حدیث میں تین کام بتائے گئے ہیں:

(۱) عوام کے درمیان رہنا (۲) جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا (۳) مسجد کو

آباد کرنے کی فکر کرنا۔ (۳)

فرمایا: باہر کی جگہوں پر محنت کر کے ان کو مسجد کے ماحول میں لانے کی کوشش کرو۔

(۱) عن أبي هريرة، قال: ”بعث النبي صلى الله عليه وسلم خيلا قبل نجد، فجات

برجل من بنى حنيف يقال له: ثمامة بن أثال، فربطوه بسارى من سواري

المسجد، فخرج إليه النبي صلى الله عليه وسلم فقال: أطلقوا ثمامة، فانطلق

إلى نخل قريب من المسجد، فاغتسل، ثم دخل المسجد، فقال: أشهد أن لا

إله إلا الله وأن محمدا رسول الله“ (صحيح البخارى، كتاب الصلاة، باب

الاعتسال إذا أسلم، وربط الأسير أيضا في المسجد، رقم الحديث: ۳۶۲)

(۲) عن عثمان بن أبي العاص، أن وفد ثقيف قدموا على رسول الله صلى الله

عليه وسلم، فأنزلهم المسجد ليكون أرق لقلوبهم...“ (مسند أحمد بن

حنبل، رقم الحديث: ۱۷۹۱۳)

(۳) عن معاذ بن جبل، أن نبي الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الشيطان ذئب

الإنسان ذئب الغنم، يأخذ الشاة القاصية والناحية، فإياكم والشعاب،

وعليكم بالجماعة والعمامة والمسجد“ (مسند أحمد بن حنبل، رقم

الحديث: ۲۲۰۲۹)

فرمایا: گھر پر بات کرنے سے انکار نہیں، مختصر بات کر کے سہولت سے مسجد کے لئے وقت لو۔

فرمایا: گھروں پر باتیں کرنے کا رُخ عام ہو گیا ہے، فتنوں کا دور ہے گھروں پر لمبی باتیں کرنا مناسب نہیں۔

فرمایا: ہم کام کرنے والے یہاں تک پہنچے ہیں کہ مسجد میں کام کرنے والوں کو پہنچانتے ہیں، مسلمانوں کو نہیں پہنچانتے۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرماتے تھے کہ کان میں بات ڈالنا تبلیغ نہیں؛ بلکہ دل میں اتارنا تبلیغ ہے، دل میں اتارنے کا سبب مسجد کا ماحول اور اس کے اعمال ہیں۔

فرمایا: محلے کی دین داری اور بے دینی کا معیار مساجد ہیں، اگر مساجد اعمال سے آباد ہیں تو اُس علاقے میں دین داری ہے اور اگر مساجد آباد نہیں تو علاقے میں دین داری نہیں ہے۔

فضائل کی تعلیم

- فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس تعلیم کا موضوع نہ معلومات کو بڑھانا ہے اور نہ اپنی معلومات پر اعتماد (بھروسہ) ہے؛ بلکہ تعلیم کے حلقوں سے احتساب بڑھانا ہے کہ اللہ ہمیں اس پر کیا دینے والے ہیں؟
- فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ فضائل کی تعلیم سے یہ چاہا جا رہا ہے کہ امت کا یقین اسباب سے اللہ کے اوامر کی طرف پھر جائے۔
- فرمایا: مولانا الیاسؒ کے یہاں تعلیم بیان سے اہم تھی۔
- فرمایا: رحمتیں برکتیں اسی پر مسائل ساحل ہونا یہ سب چیزیں تعلیم کے ساتھ ملنے والی چیزیں ہیں اس کے مقاصد نہیں۔
- فرمایا: مولانا الیاسؒ کا معمول تھا کہ علماء کو بھی مسجد کی تعلیم کے حلقے میں بٹھاتے تھے۔
- فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ فضائل کی تعلیم کم سے کم ایک گھنٹہ، زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ ہو۔
- فرمایا: مقام پر ایک دن فضائل کی اور ایک دن منتخب کی تعلیم ہو اور خروج کے زمانے میں ایک وقت فضائل کی اور ایک وقت منتخب کی تعلیم ہو۔

فرمایا: تعلیم کرنے والا ایک حدیث کو دو بار یا تین بار حسب ضرورت پڑھے، تعلیم کے دوران مجمع کو متوجہ کرتا رہے کہ دیکھے بھائی آپ نے سنا نماز چھوڑنے پر کتنی سخت وعید ہے۔

فرمایا: تعلیم کرانے والا ہی حدیث کو دہرائے مجمع حدیث کو نہ دہرائے کتاب سامنے نہ ہونے کی وجہ سے غلطی کا قوی امکان ہے۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم دعوت اور عبادت پر جو وعدے ہیں انہیں سن کر فوراً عمل کرتے تھے، عمرو بن وہب رضی اللہ عنہ کچھ عرصے پھینک کر فوراً شہید ہوئے کہ مجھ سے جنت کا وعدہ کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: اگر ٹرین میں بیٹھے ہوں تو تعلیم کا حلقہ ٹرین میں نہ کرو تعلیم کے حلقے میں یکسوئی ہونی چاہئے ساتھی مختلف جگہ بیٹھتے ہیں ادھر ادھر وہاں تعلیم کا حلقہ مشکل ہے۔

فرمایا: تعلیم کرانے والا تعلیم کرائے اگر لوگ کچھ دیر کے بعد اٹھ کر جانا چاہیں تو تعلیم کرنے والا یہ کہہ دے کہ اگر آپ جانا چاہیں تو جاسکتے ہیں تعلیم کا عمل تو جاری رہے گا کم سے کم ہر مسجد میں آدھا گھنٹہ تعلیم کا عمل ہو۔

فرمایا: تعلیم کے دوران تعلیمی گشت کے ذریعہ لوگوں سے ملاقات کر کے مسجد میں لائیں۔

فرمایا: تعلیم کرانے والے عالم ہوں تو عربی عبارت ایک مرتبہ پڑھیں تاکہ حدیث کا نور ملے اور ترجمہ تین مرتبہ۔

فرمایا: تعلیم میں با وضو اور با ادب ہو کر بیٹھو کیوں کہ جتنا ادب ہوگا اتنا ہی حدیث کا نور ہوگا۔

فرمایا: روزانہ کی تعلیم کا لازمی جز چھ صفات ہے۔

فرمایا: ہماری تعلیم کا یہ حال ہے کہ ہم تعلیم کے اثر کو تعلیم کے حلقوں میں ہی چھوڑ کر جاتے ہیں۔

گھر کی تعلیم

فرمایا: گھر کے اعمال پر امت کو جس طرح ہدایت و تربیت کا یقین کرنا چاہئے تھا (قرآنی آیات اور سیرت صحابہ کو سامنے رکھ کر) وہ یقین ابھی خود کام کرنے والوں کو بھی نہیں ہے۔

فرمایا: باہر کتنا ہی بڑا شوری کا ساتھی ہو؛ لیکن گھر کی تعلیم میں اس کی شرکت اس یقین کے ساتھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اعمال (تعلیم، تلاوت، ذکر وغیرہ) میں تمام صفات کا پیدا کرنا اور ہر طرح کی گندگیوں اور گناہوں سے دور کرنا رکھا ہے۔

فرمایا: گھر کی تعلیم کو ہم معمولی سمجھتے ہیں (جب کہ) گھر کی تعلیم میں قلوب کا تزکیہ ہے، روزانہ گھر کی تعلیم میں اللہ کے راستے میں جانے کی ترغیب دو۔
فرمایا: گھر میں قرآن کی تصحیح کا حلقہ حضرت عمرؓ کی ہدایت کا بنیادی سبب ہے۔
فرمایا: حضرت عائشہؓ نے گھر کی تعلیم سے وہ علم حاصل کیا کہ کبار صحابہ مشکل مسائل میں حضرت عائشہؓ سے رجوع کرتے تھے۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے گھر کا جو فرد حق پر عمل نہیں کرے گا اسی کے راستے باطل گھروں میں داخل ہوگا۔

گشت

فرمایا: گشت کا کوئی بدل نہیں۔

فرمایا: گشت بہت بڑی طاقت ہے۔

فرمایا: گشت سے بڑھ کر امت کی رحمت کھینچنے والا کوئی عمل نہیں۔

فرمایا: بعض امراض عمومی گشت سے ختم ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: گشت باطل کی جڑوں کو کاٹنے والا عمل ہے۔

فرمایا: گشت میں ذرا بھی کمی آئی تو کام معطل (بے کار) ہوگا، جس طرح ریڑھ

کی ہڈی خراب ہونے سے اعضاء معطل ہو جاتے ہیں۔

فرمایا: گشتوں میں ملاقاتوں میں توحید کو بیان کرنا ہمارا موضوع ہے۔

مستورات کا کام

فرمایا: جس طرح عورت کو امت ہونے کے رشتے سے کاٹا نہیں جاسکتا اسی طرح عورت کو دعوت کی ذمہ داری میں مرد کی ذمہ داری سے کم نہیں سمجھا جاسکتا۔

فرمایا: یہ خیال کہ جو تقاضے مرد پورے کر سکتے ہیں، دعوت کے یہ سطح عورتوں کی نہیں ہے یہ خیال غلط ہے۔

فرمایا: عورت کی صلاحیت کا استعمال اگر اعمال دعوت کے لئے نہ ہو تو باطل انہیں استعمال کرے گا، فتح مکہ کا بنیادی سبب حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کا وہ مشورہ ہے جس میں انہوں نے آپ ﷺ کو رائے دی تھی کہ آپ صحابہؓ کو کچھ نہ کہیں اپنا سر منڈھا لیں۔

فرمایا: اس پُر فتن دور میں جبکہ ایک مسلمان کا جذبہ بھی یہ ہو کہ وہ دنیا کے فنون اور حالت میں اول نمبر لاکر دکھلا دے۔ ان عورتوں میں دین کا شوق و ذوق پیدا کرنا یہ علمائے حق کا اخلاص اور ان کی خدمات کا نتیجہ ہے۔

فرمایا: مستورات کا خروج اس لئے ضروری ہے کہ ہر گھر کے ۲۴ گھنٹہ کا نظام دعوت و عبادت ذکر و تلاوت پُر آجائے۔

فرمایا: جب آپ ﷺ نے ملک سے باہر جماعتیں بھیجنے کا ارادہ فرمایا تو عورتوں نے زیورات کا ڈھیر لگا دیا۔

فرمایا: بچہ کی فطری تربیت کی جگہ عورت کی گود ہے۔

فرمایا: میاں بیوی دونوں بچوں کو خادمہ کے حوالے کر کے کمانے کے لئے نکلتے ہیں، بچوں کی فطری تربیت کا نظام ختم ہو رہا ہیں؛ بلکہ ختم کیا جا رہا ہے۔

فرمایا: مستورات کی تشکیل مسنون عمل ہے، آپ ﷺ نے ام حرامؓ سے فرمایا:

ایک سمندر میں سفر کر کے جماعت جا رہی ہے کیا دعاء فرمادیں میں اسی مین شامل رہوں فرمایا: ام حرام تم اس میں شامل ہو یہ نہیں فرمایا کہ تم عورتوں کا کام نہیں خطرناک سفر ہے۔

بیرون

فرمایا: بیرون کی تشکیل کے لئے ملکوں کے حالات اور نبیوں کے واقعات سنا کر تشکیل کرو۔

فرمایا: (ملکوں میں) مقامیوں کا اس کام میں نہ رہنا کام میں کمزوری کا بنیادی سبب ہے۔

فرمایا: عالم (دنیا) کا حال عملے کے سامنے بیان کرو تا کہ ساتھیوں میں عالمی فکر پیدا ہو۔

فرمایا: اکثر عملہ ملکوں کے حالات سے بے خبر ہے۔

فرمایا: ملکوں میں کمزور جماعتیں جائیں گی تو ملکوں کے حالات اور تقاضے سامنے نہیں آئیں گے۔

فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ باہر ملکوں پر استعمال کرنے کے لئے ساتھیوں کو اپنے پاس مدینہ طیبہ بلا کر رکھتے پھر تقاضوں پر روانہ کرتے تھے۔

فرمایا: ہر جگہ میں بیرون کی بات کرو۔

فرمایا: جتنے اندرون و بیرون جانے والی جماعتیں ہیں، وہ نظام الدین کے

ترجمان ہیں، اور ترجمان مطیع ہوتا ہے۔ ترجمان کو اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ ترجمہ میں حذف و اضافہ کرے۔

فرمایا: بیرون ممالک (دین کی محنت کے لئے) نہ جانا جرم اکبر ہے۔

فرمایا: جتنا عملہ ہندوستان میں وقت لگایا ہوا ہے، اس اعتبار سے بیرون کی جماعتیں کم ہیں۔

فرمایا: صف اول کے لوگ جب تک ان بیرون کی جماعتوں کو لے کر نہیں چلیں گے اس وقت تک ان ملکوں کی نوعیت سمجھ میں نہیں آئے گی۔

حجاز مقدس میں کام

فرمایا: حجاز مُقَدَّس (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سعودی عرب) کا تقاضہ سارے تقاضوں سے اونچا ہے۔ (۱)

فرمایا: حاجیوں میں کام زمانہ جاہلیت کے حج سے ہی شروع ہوا تھا۔ (۲)
 حج کے موسم کو دعوت کا موسم سمجھا جاتا تھا۔
 فرمایا: حاجیوں میں محنت سارے عالم میں دین پہنچانے کا ذریعہ ہے۔

(۱) حجاز مقدس کے باشندوں سے خطاب کرتے ہوئے مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے ہیں کہ ایک چیز آپ کے یہاں سے چلی تھی اور ہم تک پہنچی آپ حضرات اُس وقت بھی اس کے اہل تھے اور اب بھی اس کے اہل ہیں، دنیا نے آپ ہی سے دین سکھا ہے اور اب بھی آپ کو یہی کام کرنا ہے۔ (تذکرہ مولانا یوسف، ص: ۱۲۵، بحوالہ ملفوظات و احتسابات، ص: ۱۱۹)

(۲) الإصابہ: ۳/۳۱۲

شب گزاری

فرمایا: شب گزاری شب میں آنسو بہانے کے لئے ہے۔
 فرمایا: شب گزاریوں کی سطح بڑھنی چاہئے ایک ہفتہ کا موقع دے کر مسجدوں پر
 ۴ ماہ کی جماعت بنانے کا تقاضہ ڈالیں۔
 فرمایا: شب گزاری میں کھانے پکانے کی ضرورت نہیں، اگر کوئی جماعت مسجد
 کے قریب بھی ہو تو نہ بلاؤ۔
 فرمایا: مسجد کی جماعت اپنے کھانے اور بستر کے ساتھ آئے (دوسروں کا کھانے
 پر) اللہ کے واسطے میری درخواست قبول کر لو ورنہ مجاہدہ ناقص ہوگا اور مدعو
 ہو جاؤ گے۔

کارگزاری

- فرمایا: کارگزاری یہ نہیں کہ پرچہ سنادیں، بلکہ کام پر نظر ہو۔
- فرمایا: کارگزاری وہ دے گا جو محنت میں رہے گا تقاضے وہ پورا کریں گے جن کے سامنے کارگزاری ہوگی۔
- فرمایا: کارگزاری لوگوں کے اسلام لانے کا ذریعہ بنی۔
- فرمایا: ہم نے کتنا کام کیا؟ اس کو نہیں دیکھنا ہے؛ بلکہ کتنا کام باقی ہے؟ اس کو دیکھنا ہے۔
- فرمایا: اعداد و شمار کا علم ہونا مقصود نہیں ہے یہ سوچنا ہے کہ امت اعمال صحابہ پر کہاں تک جمع ہوئی ہے۔
- فرمایا: جتنا کام کر رہے اگر اس کی اجتماعی کارگزاری نہ ہوگی تو شیطان آسانی سے مایوسی کی طرف لے جائے گا۔
- فرمایا: کارگزاری آپس کی اجتماعیت کا بنیادی عمل ہے، اس سے وحدت کلمہ پیدا ہوگا۔
- فرمایا: کارگزاری انبیاء علیہم السلام حضرات صحابہ ؓ کا مہتمم بالشان عمل ہے۔

طبقاتی جوڑ و خروج

فرمایا: ہمارے کام میں طبقاتی جوڑ کا کوئی تصور نہیں؛ کیوں کہ ہمیں اس کام سے طبقہ نہیں امت بنانی ہے۔ (۱)

فرمایا: طبقاتی جوڑ پر امت کو جوڑنا گویا امت کو کاٹنا ہے۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ جو یہ کہے کہ اس برادری کی جماعت اس برادری میں کام کرے گی تو وہ امت کو کاٹنے میں لگا ہوا ہے۔

فرمایا: خروج میں بھی اجتماعات میں بھی (تمام طبقات کا) اختلاط اس کام کا مقصد ہے۔

فرمایا: مالداروں کے ساتھ رہے تو مال کے تذکرے ہوں گے مال دار غریبوں کے ساتھ رہے گا تو اسے اپنے مال کا مصرف نظر آئے گا، حضرت وائل

(۱) ایک ضرورت یہ ہے کہ تبلیغ سے تعلق رکھنے والوں کا یہاں ایسا مخلوط مجمع رہے جس میں ہر طبقہ اور ہر طرح کے لوگ ہوں، علماء بھی ہوں، اہل الذکر بھی ہوں، انگریزی تعلیم یافتہ بھی ہوں، تاجر بھی ہوں، غریب عوام بھی ہوں، اس سے ہمارے طریقہ کار کے سمجھنے اور عملاً اس پر قابو پانے میں بڑی مدد ملے گی اور ہم جو مختلف طبقات کا باہم اختلاط اور تعاون چاہتے ہیں اُس کی بنیاد بھی انشاء اللہ اس سے پڑ جائے گی۔ (ملفوظات مولانا محمد الیاس، ص: ۸۵-۸۶)

(جو شہزادے تھے) کی تشکیل غریب شخص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی گئی تھی۔

فرمایا: کسی طبقے کے لئے کوئی جماعت مخصوص نہیں ان میں محنت کے لئے بھی مسجد و ارجماعت ہے، ان تجربوں سے وقتی فائدہ ہے زیادہ نقصان ہے۔
فرمایا: ہمارا کام طبقاتی نہیں، اس سے تعلقات قائم ہو جاتے ہیں، دعوت قائم نہیں ہوتی۔

فرمایا: طبقاتی طور پر امت کو ہرگز مت جوڑو ملاقاتیں تو ضرور کرو۔
فرمایا: خروج کا (ایک) مقصد امت کے طبقاتی فرق کو ختم کرنا ہے۔
فرمایا: جو طبقہ ابتدائی مراحل میں دعوت میں عوام کے ساتھ نہیں جڑے گا وہ آگے چل کر بھی نہیں جڑ سکتا۔

بیان

فرمایا: انبیاء علیہم السلام کے واقعات بیان کرنا یہ ہمارا موضوع ہے۔
 فرمایا: اس سے بات کراؤ جو کام میں یکسو ہو اور کام کی فکر غالب ہو۔
 فرمایا: انبیاء علیہم السلام کی غیبی مددیں بیان کرو، اس سے دل میں جماؤ پیدا ہوتا ہے۔ (۱)

فرمایا: ہم چھ نمبر بہت جلد بول لیتے ہیں، بیان گھنٹوں کرتے ہیں، اس میں چھ باتیں نہیں ہوتیں۔

فرمایا: اب جو نئے مقررین پیدا ہو رہے ہیں انہوں نے کام کو حضرت مولانا محمد یوسفؒ کے نہج سے ہٹا دیا ہے۔

فرمایا: حق بات حق طریقے سے حق نیت سے جب بھی کہی جائے گی نقصان دہ نہیں ہوگی۔

فرمایا: ہمارے بیانات میں ایمانیات کی کمی حضرت مولانا یوسفؒ کے بیانات نہ پڑھنے کی وجہ سے ہے۔

(۱) وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ
 وَمَوْعِظَةٌ وَذِكْرٌ لِلْمُؤْمِنِينَ (ہود: ۱۲۰)

فرمایا: تم کرامتیں بیان کرو گے تو لوگ ذات سے جڑیں گے تم صحابہ ﷺ کے واقعات بیان کرو گے تو لوگ اللہ کی ذات سے جڑیں گے۔

فرمایا: ہم بیان کے بعد آرام کرتے ہیں، حالاں کہ عبادت میں لگنا چاہئے۔ (۱)

فرمایا: اُس سے بیان کرایا کرو جو ایمانیات اور دعوت و توحید کو زیادہ بولتا ہو۔

فرمایا: یہ ہمارے کام کا نقصان ہے کہ کام تقاروں (تقریر کرنے والوں) کے

حوالے ہو گیا (یہ لوگ) مجمع کو معلومات سے اور اپنی لفاظی سے اپنی ذات

کی طرف پھیرنا چاہتے ہیں۔

فرمایا: اپنے بیانات میں صحابہ کے خروج (اللہ کے راستے میں نکلنے) کے

واقعات اور فضائل سناؤ۔

فرمایا: ہم صحابہ اور نبیوں کی مدد کے واقعات کو خوب بیان کریں۔

فرمایا: (بیان میں من گھڑت) قصے کہانیاں مت سنایا کرو۔

فرمایا: (بیان میں) اگر مجمع ہنس گیا تو ہماروزن گھٹ جائے گا۔

فرمایا: ہمارے بیان کا رخ یقینی اسباب کی طرف بلانا ہو غیر یقینی اسباب کی

طرف نہیں۔

(۱) فَإِذَا فَرَغْتَ فَانصَبْ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ۔ قال الحسن اذا فرغت من الجهاد

فانصب في العبادة وقيل اذا فرغت عن التبليغ ودعوة الخلق فاجتهد من

العبادة والاستغفار (جلالین: ۵۰۲)

فرمایا: سارے ساتھ اپنے بیانات میں بہت احتیاط کریں، چھ نمبر کے باہر نہ جائیں۔
 فرمایا: بیان میں احتیاط کریں تصادم اور ٹکراؤ کا راستہ اختیار نہ کریں۔
 فرمایا: اپنی کرامتیں اور اپنے ساتھ ہونے والی نصرتیں بیان نہ کرو اس سے یقین
 شخصیتوں کا پیدا ہوگا۔

حیۃ الصحابہ و منتخب احادیث

فرمایا: حضرت مولانا یوسف صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے جو کچھ کہنا تھا میں نے حیۃ الصحابہ میں لکھ دیا ہے۔

فرمایا: حیۃ الصحابہ کام سمجھانے کے لئے پڑھوانا چاہتے ہیں؛ اس لئے پڑھنے والا سال لگایا ہو عالم ہو کام میں یکسو ہو اور ذی استعداد ہو۔

فرمایا: حیۃ الصحابہ کے پڑھنے کی مجمع کو عمومی ترغیب دی جائے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ میں نے حیۃ الصحابہ اسی مقصد کے لئے لکھی ہے کہ یہ کتاب تسلسل کے ساتھ پڑھتے رہیں۔

فرمایا: تم حیۃ الصحابہ پڑھے بغیر حضرت کی مراد کو پہنچ نہیں سکتے۔

فرمایا: جو حیۃ الصحابہ نہیں پڑھے گا وہ اس کام کو صحابہ کی نقل و حرکت سے نہیں جوڑ سکے گا۔

فرمایا: میں کہتا ہوں کہ حیۃ الصحابہ روز پڑھا کرو خوب پڑھا کرو اس کتاب کے بغیر داعیانہ مزاج نہ بنے گا۔

فرمایا: حیۃ الصحابہ کو لوگوں نے عربوں کی کتاب سمجھا ہے حالاں کہ جب کتاب لکھی گئی تو عرب کام میں لگے بھی نہیں تھے۔

فرمایا: ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حیاء الصحابہ کام کرنے والوں کے حالات سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے کہ یہ یہ چیزیں پیش آئیں گی، یہ ہمارے لئے بڑی رہبر ہمارے ہے۔

فرمایا: منتخب احادیث کو پڑھا کرو حضرت منتخب سے چھ صفات کو یاد کرانا چاہتے تھے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ کے دل میں جو کچھ (یعنی کام کو صحابہ و سیرت سے مدلل کرنا) تھا وہ منتخب احادیث اور حیاء الصحابہ میں ہے۔

فرمایا: یہ کہنا کہ ابھی اس (کی تعلیم) کا مشورہ نہیں ہوا، یہ حضرت کی محنت کے ضائع کرنا ہے۔

قربانی اور تقاضے

فرمایا: جو لوگ (اس کام میں) جان نہیں لگاتے ان کے مال سے نقصان ہوتا ہے؛ کیوں کہ وہ مال کے ساتھ اپنی منشا چلانا چاہتے ہیں۔

فرمایا: مولانا یوسفؒ فرماتے تھے کہ اگر تم اللہ کے راستے کی تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے تو اس امت کی ہدایت بھی نہیں چاہتے۔

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جانوں کے قیمتی ہونے نے اللہ کے دین کو پھیلنے سے روک رکھا ہے اور جب ہم اللہ کے دین پر اپنی جانوں کو قربان کریں گے تب ہی دنیا میں اللہ کا دین تمام ادیان باطلہ پر غالب آئے گا۔

فرمایا: ہر مسلمان کے دل میں یہ جذبہ ہو کہ میرا کام دنیا میں اللہ کی راہ میں شہادت کے مواقع تلاش کرنا ہے، تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی جذبہ تھا۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے جس کا تم نے مال لے لیا اس کی جان تم نہیں لے سکتے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے جو اپنی ذات سے خرچ نہیں کرے گا اس کا مجاہدہ

ناقص (ادھورا) ہے۔

فرمایا: علماء نے لکھا ہے کہ جو تبلیغ دوسروں کے مال سے ہوگی وہ بے اثر رہے گی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی ساری قربانیوں اور تعلق کے باوجود (ہجرت کے موقع پر) اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں فرمائی۔ (۱)

فرمایا: ایک صاحب نے مجھ سے کہا کہ میرا تو معمول ہے سال لگانے والوں کے تعاون کرنے کا، میں نے کہا: یہ اُن کا تعاون نہیں ہے یہ ان کا نقصان ہے۔ اپنے مال سے تین دن لگانا یہ دوسروں کے مال سے سال لگانے سے بہتر ہے۔

فرمایا: اس راستے کی ناگواریاں تربیت اور ترقی کا ذریعہ ہے جو ناگواری نہیں چاہتا وہ تربیت نہیں چاہتا۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے محسنین (احسان کرنے والے) اپنے مال سے مخلصین (اللہ کو راضی کرنے والے) پر غالب آجائیں گے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے تمہاری بات وہ مجمع لے گا جو تمہاری محنت سے جمع ہوا ہے۔

فرمایا: اس راستے میں جو تکلیف آوے اس کو صحابہ کی تکالیف میں تلاش کیا کرو

(۱) ”قال أبو بکر: إن عندي راحلتين قد علفتهما من ستة أشهر لهذا فخذ

أحدهما، فقال: بل أشتريها، فاشتراها منه، فخرجا، فكانا في الغار“ (کنز

العمال، کتاب الهجرة تین من قسم الأفعال، رقم الحديث: ۴۶۳۱۸)

کہ اس راستے میں تکالیف پر صحابہ کو اجر ملنے کا کیسا یقین تھا؟

فرمایا: اسلام تکالیف سے پھیلتا ہے اور کفر راحت سے۔

فرمایا: داعی جو تکالیف اٹھاتا ہے وہ مدعو کی ہدایت کا ذریعہ بنیں گی۔

فرمایا: اس راستے میں آنے والی تکالیف کی کبھی شکایت نہ کریں بلکہ شکر کریں۔

فرمایا: حق کے قبول کرانے کے دوران آنے والی ناگواریاں داعی کی استقامت

کو جانچنے کے لئے ہے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحب فرماتے تھے: یہاں جو جمع آتا ہے، وہ دو قسم کا ہے،

ایک حالات لے کر آنے والے کہ پریشانیاں دور ہوں گی، دوسرے وہ

لوگ جو وقت لے کر آتے ہیں فرمایا: یہ دونوں قسمیں کلمہ کی حقیقت تک

نہیں پہنچیں گے، قربانی والے کلمہ کی حقیقت تک پہنچیں گے۔

فرمایا: بعض مرتبہ کسی بھی فن میں کام کرنے والوں کا اپنی قربانیوں پر نظر جمنا

عجب پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: اس کام میں قبولیت کے دو سبب ہیں، اخلاص، اور قربانی۔

فرمایا: دینی انقلاب کا آنا دُعا (دعوت دینے والے) کی عمل کی مدت پر نہیں؛

بالکل اُن کی قربانیوں کی مقدار بڑھنے پر ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے سہولتوں سے کفر اور مجاہدوں سے ایمان پھیلتا ہے۔

فرمایا: سب سے بڑا مجاہدہ امت کو عملی دین پیش کرنا ہے، غیروں کو ہدایت عملی

دین سے ملتی ہے، کتاب عملی دین پیش نہیں کر سکتی۔

فرمایا: اگر احتساب نہ ہوگا تو لوگ اس کام کی ناگوار یوں کی وجہ سے کام کو چھوڑ دیں گے۔

فرمایا: صوبوں کے تقاضے سہ ماہی مشوروں میں ہی لاؤ، درمیان میں مت لاؤ۔
فرمایا: مسجد کی جماعت فعال (زیادہ کام کرنے والے) جب بنے گی جب تقاضے مسجد پر ڈالے جائیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب بھی مسلمان دعوت کے تقاضوں پر اپنی دنیاوی ترتیب کو سامنے رکھ کر نکلے گا تو شاید اس سے اُس کی ذاتی زندگی میں دین آجائے دنیا میں کوئی دینی انقلاب نہیں آسکتا۔

عملہ

- فرمایا: عملہ کا ذمہ داروں سے بار بار نہ ملنا خیانت کا وسوسہ پیدا کرتا ہے۔
- فرمایا: ایک مجمع ہوتا ہے اور ایک عملہ ہوتا ہے، مجمع کی سطح ہے نکلیں گے، دین سیکھیں گے اور چلے جائیں گے، عملہ وہ ہے جو مرکزی مقام کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے مرکز میں ہو۔
- فرمایا: ہماری سب سے اہم ذمہ داری عملہ تیار کرنا ہے۔
- فرمایا: ایسا عملہ ہو جو مستقل پڑا رہے ایسا حضرت جی کے پاس تھا گھر کی شادیاں گزر جاتی تھیں، انہیں اجازت کی ہمت نہیں ہوتی تھی۔
- فرمایا: عملہ اُس کو کہتے ہیں جو ایک فکر پر مجتمع ہو۔
- فرمایا: عملہ اس کو کہتے ہیں کہ جو ہمیشہ مسلسل ذمہ داروں کے ساتھ رہے، کسی بھی حال میں کام اور ذمہ داروں کو نہ چھوڑے۔
- فرمایا: جو عملہ اپنے ذمہ داروں کے قریب ہوتا ہے وہی تقاضوں پر استعمال ہوتا ہے، جیسے جودانہ چکی میں کھوٹی کے قریب ہوتا ہے وہی پستہ ہے۔

صفات

فرمایا: حق کی دعوت میں جو ناگواریاں پیش آتی ہیں وہ داعی کی استقامت (جمائو) کو جانچنے کے لئے ہے۔

فرمایا: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ”جو اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے لئے راستہ بنائیں گے۔ مخرج کا مطلب صرف یہ نہیں کہ اگر قرض ہو تو ادا ہو جائے، مقدمہ ہو تو بری ہو جائے، یہ تو مخرج کی ادنیٰ قسم ہے، مخرج کا مطلب دین کا کام کرنے والوں پر جو رکاوٹیں پیش آئیں وہ ان سے بچ کر نکلیں۔

فرمایا: اللہ سے جو معافی کا طلب گار ہو گا وہ مخلوق کو معاف کرے گا۔ (۱)
فرمایا: مولانا الیاسؒ فرمایا کرتے تھے کہ یہ کام تو ایک سمندر کی مانند ہے جو مچھلی سمندر میں مرتی ہے تو پانی اس کو اوپر پھینک دیتا ہے۔

فرمایا: اس راستہ میں جتنی پرواز اور بلندی استغناء (لوگوں کے مال سے بچنا) سے ہوتی ہے، اتنی اور کسی چیز سے نہیں ہوتی۔
فرمایا: جو مال تقویٰ سے آئے گا تقویٰ پر خرچ ہوگا۔

(۱) ﴿وَلْيُعْظَمُوا وَلْيُصْفَحُوا أَلَّا تُحِبُّونَ أَنْ يُعْفَرَ اللَّهُ لَكُمْ﴾ (النور: ۲۲)

فرمایا: ہر ایک کا معاملہ اپنے اللہ کے ساتھ براہ راست ہے کوئی کسی کو آگے بڑھا نہیں سکتا، اور نہ کوئی کسی کو پیچھے ہٹا سکتا ہے۔

فرمایا: جس کے دل میں مال کی حرص ہو اس پر حکمتیں نہیں کھلتیں۔

فرمایا: جب آدمی حق پر جمنے گا تو اس کی مخالفت ہوگی یہ اللہ کی سنت ہے، ایسی کوئی مثال نہیں ہے کہ ایک آدمی حق پر قائم ہو اور سب اس کا ساتھ دیں۔

فرمایا: حضرت مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے ہر لمحہ پُر امید رہو ورنہ شیطان اُسی لمحہ مایوسی پیدا کرے گا۔

فرمایا: تربیت شکایتیں کرنے سے نہیں ہوتی بلکہ تربیت عیب کو چھپانے سے ہوتی ہے۔

فرمایا: جو گناہ کر کے خوش ہو اس کو توبہ کی توفیق نہیں ہوتی جو گناہ کر کے غمگین ہوگا اللہ اس کی طرف متوجہ ہوں گے۔

فرمایا: بسا اوقات حرام طریقے سے کمانے والے اپنے مال کو آفتوں سے بچانے کے لئے خیر کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں، اور اہل خیر اُسے اچھا سمجھتے ہیں۔

فرمایا: مولانا الیاس صاحبؒ فرماتے تھے کہ استقامت ایک مدت تک کام کرنے کو نہیں بلکہ کام پر مرنے کو کہتے ہیں۔

فرمایا: اس زمانے میں تسلیم کافر (کافر کو مسلمان بنانے) سے زیادہ تکفیر مسلم (مسلمان کو کافر بنانے) کی کوشش ہے۔

فرمایا: منکر کو روکنا منکر طریقے سے یہ سب سے بڑا منکر ہے اور معروفات کے

ساتھ روکا جائے تو یہ بڑا فریضہ ہے۔

فرمایا: آپ ﷺ صحابہ کے سامنے صحابہ کی خوبیاں بیان کرتے تھے، اس لئے وہ آپس میں حسد نہیں کرتے تھے، بلکہ ان (خوہیوں والوں) کے ساتھ رہنا چاہتے تھے۔ (۱)

فرمایا: نفر کا موضوع قتال نہیں احیائے دین ہے سب سے بڑی غلطی امت سے یہ ہوئی کہ صحابہ کے نفر (اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے) کو قتال (جنگ) پر محمول کیا ہے۔

فرمایا: مال کی محبت اور عزت کی چاہت جس میں یہ دو چیزیں ہوں گی اغلب (یقین کے قریب) ہے کہ (وہ) مداہن ہوگا۔

فرمایا: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے اگر کوئی مجھے گوبر کا بیٹا (ابن روثہ) کہے اس پر ایک گناہ معاف ہو تو مجھے یہ نام پسند ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے غنی (مالدار) اور فقر (غریبی) کا تعلق مال سے ہرگز نہیں ہے، غنی اور فقر کا تعلق دل کی کیفیت سے ہے۔

(۱) ”عن أنس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أرحم أمتي بأمتي أبو بكر، وأشدّهم في دين الله عمر، وأصدقهم حياء عثمان، وأقضاهم علي بن أبي طالب، وأقرؤهم لكتاب الله أبي بن كعب، وأعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل، وأفرضهم زيد بن ثابت، ألا وإن لكل أمة أمين، وأمين هذه الأمة أبو عبيدة بن الجراح“ (سنن ابن ماجه، فضائل زيد بن ثابت، رقم الحديث: ۱۵۴)

فرمایا: کسی کے (دعوت کے کام سے) پیچھے رہنے پر دل کے اندر خوشی کا پیدا ہونا محرومی کا بڑا سبب ہے۔

فرمایا: نبیوں والا کام لے کر چلنے کے لئے ابتلاءات (آزمائشوں) سے گزرنا طلوع شمس (سورج کے نکلنے) سے زیادہ یقینی ہے۔ (۱)

فرمایا: کام کی نسبت دنیا کے لئے استعمال نہ ہو ورنہ کام سے محرومی ہو جائے گی۔
خیر کے کام میں تعاون نہ کرنے کی بڑی وجہ حسد ہے۔

فرمایا: سخت مجبوری ہو (بھوک کی وجہ سے جان جانے کا خطرہ ہو) تو سور کا گوشت کھانے کی اجازت تو ہے (۲) مگر غیبت کی اجازت نہیں ہے۔

فرمایا: لوگ کہتے ہیں سچ بولنا غیبت نہیں؛ حالاں کہ یہی غیبت ہے جھوٹ ہے تو یہ تو بہتان ہے۔ (۳)

(۱) ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من أشد الناس بلاء الأنبياء، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم، ثم الذين يلونهم“ (مسند احمد، رقم الحديث: ۲۷۰۷۹)

(۲) ﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (البقرة: ۱۷۳)

(۳) ”عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: أتدرون ما الغيبة؟ قالوا: الله ورسوله أعلم، قال: ’ذكرك أخاك بما يكره‘ قيل: أفرئت إن كان في أخى ما أقول؟ قال: ’إن كان فيه ما تقول، فقد اغتبتہ، وإن لم يكن فيه، فقد بهتہ‘ (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب تحريم الغيبة، رقم الحديث: ۷۰-۲۵۸۹)

فرمایا: جو آدمی سوال کرے گا اس کا دل حکمت سے خالی ہوگا محدثین کو ان کے استغناء کی وجہ سے علم دیا گیا ہے، وہ بادشاہوں کے پاس نہیں جاتے تھے؛ ورنہ دیکھنے والے سمجھیں گے یہ سائل (مانگنے والا) ہیں۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے ساتھیوں کو لے کر چلنے کی کوشش کرتے تھے اگر ان کی مجلس سے کوئی غائب ہوتا تو اس کی فکر کرتے۔

فرمایا: اس راستے میں جو اپنا استقبال چاہے گا اس کو زیادہ شکایت ہوگی۔

فرمایا: ایک لڑکی سے زنا ہو گیا گھر والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اس کا عیب بتا دیں فرمایا: نہیں، پاک دامن کی طرح اس کی شادی کروا کر عیب بتا دیا تو سخت سزا دوں گا۔ (۱)

فرمایا: زنا کی سچی خبر دینے والا زنا کرنے والے سے زیادہ بُرا ہے۔ (۲)

فرمایا: جس کے اندر ذرہ برابر کبر (بڑائی) ہوگا وہ اللہ کی چادر کو کھینچ رہا ہے۔ (۳)

فرمایا: جس کو اپنی طاقت پر یقین فرشتوں کی طاقت سے زیادہ ہوگا، وہ (مخاطب کی بری بات وغیرہ) کا جواب دے گا۔ (۴)

(۱) ”تعمد إلى ستر ستره الله فتكشفه؟ لئن بلغني أنك ذكرت شيئاً من أمرها لجعلنك نكالا لأهل الأمصار بل أنكحها نكاح العفيفة المسلمة“ (بغية الباحث عن زوائد مسند الحارث، رقم الحديث: ۵۰۷)

(۲) حوالہ سابق

(۳) ”العز إزارى والكبرياء ردائى فمن نازعنى بشيء منهما عذبتہ“ (الأدب المفرد، رقم الحديث: ۵۵۲)

(۴) حياة الصحابة: ۵۳۹/۲

فرمایا: مسلمانوں کی عیب جوئی (عیب تلاش کرنا) کرنا یہ راستہ تربیت کا نہیں بلکہ یہ راستہ فساد کا ہے۔

فرمایا: کام کرنے والوں کے پاس جو مال غلط طریقہ سے آئے گا وہ گمراہی کا سبب بنے گا۔

فرمایا: ہم لوگ کسی کی ایک غلطی سے اس کے ہر کام کو غلط جانتے ہیں، ہمارے سامنے اس کی ایک بے اصولی ہے؛ لیکن اللہ کے سامنے اس کے نہ جانے کتنے نیک اعمال ہیں؟

فرمایا: جن میں خوبی دیکھو اُن سے حسد نہ کرو، جن میں کمزوری دیکھو اُن سے نفرت نہ کرو۔

فرمایا: لوگ کسی عیب کو دیکھ کر جلدی لوگوں کو بتانا چاہتے ہیں؛ حالاں کہ فرشتے بھی گناہ لکھنے میں اس وقت تک تاخیر کرتے ہیں جب تک نیکی لکھنے والا فرشتہ اجازت نہ دیدے۔ (۱)

فرمایا: ہمیں اس کام میں صرف اللہ کے سہارے چلنا ہے، حضرت فرماتے تھے کہ مخلوق کے سہارے سے تو جنازے چلتے ہیں۔

(۱) عن أبي أمية أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "كاتب الحسانات عن يمين الرجل، وكاتب السيئات عن يساره، وكاتب الحسانات أمير على كاتب السيئات، وإذا عمل سيئة قال صاحب اليمين: دعهُ حتى يُسبح ويستغفر" (مسند الروياني، حديث نمبر: ۱۲۱۵، انوار التنزيل وأسرار التأويل للبيضاوي: ۱۴۱/۵)

فرمایا: ہمیں سب کی ضرورت ہے لوگ پیچھے ہٹنے والوں کو چھوڑ دیتے ہیں، آگے بڑھنے والوں کو روک دیتے ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم کا معاملہ برعکس تھا۔

فرمایا: استقبال کے ماحول میں رہنا آدمی کے اندر عجب پیدا کرتا ہے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اخبار نہ پڑھو ورنہ ذہن و مزاج چالا کیوں کی طرف بڑھے گا۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کب کسی سے کیا کام لیں گے پتہ نہیں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں، اذان کا طریقہ ایک صحابی کے دل میں ڈالا گیا۔ (۱)

فرمایا: مولانا الیاس صاحب فرماتے تھے کہ اللہ نے ابانیل سے ابرہہ کے لشکر کو ہلاک کرنے کا کام لیا تو کیا تم اُن سے حسد کرو گے۔ (۲)

فرمایا: فرمایا صحابہ کے دور میں فقراء چھپتے تھے مالدار ان کو تلاش کرتے تھے آج کے زمانے میں مالدار چھپتے ہیں انہیں فقراء تلاش کرتے ہیں۔

فرمایا: جو کام کے راستے سے آگے نہیں بڑھتے وہ فتنے میں پڑ جاتے ہیں۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے دعوت کا چمن پھلوں کا چمن ہے جو اس میں خنزیر بن کر داخل ہوگا وہ غلاظت حاصل کرے گا اور جو شہد کی مکھی بن کر داخل ہوگا وہ پھولوں سے رس چوسے گا اور شہد بنے گا۔

فرمایا: اس سے اللہ کبھی اصلاح کا کام نہیں لیں گے جو مومن کے عیب کو ظاہر کرے گا۔

فرمایا: مسلمان کے عیب کو ظاہر کرنے والا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک وہ اُس عیب میں مبتلا نہ ہو۔ (۱)

فرمایا: جس کی نگاہ اپنی کوتاہیوں پر ہوگی وہ آگے بڑھے گا جس کی نگاہ قربانیوں پر آئے گی وہ پیچھے ہٹے گا۔

فرمایا: آج مسلمان غیروں کی جانب سے تکلیف پہنچنے پر تقویٰ کے بغیر صبر کر رہے ہیں اور غیروں کے حق میں بددعائیں کر رہے ہیں، ان کے حق میں بددعا قبول نہیں ہوگی (جب تک تقویٰ نہ ہو) جیسے پوری دنیا کے چور اور مجرم مل کے پولیس کے حق میں بددعائیں کرتیں تو ان پر عذاب نہیں آئے گا؛ کیوں کہ چور اور ظالم مجرم ہیں)۔

فرمایا: داعی کے صبر سے مدعو کو ہدایت ملتی ہے۔

فرمایا: اس کام کی وجہ سے جو بھی ملے اس کو کام پر لگاؤ۔

فرمایا: اس کام میں ہر طرح کی تہمتیں لگائی جائیں گی (گھبرانے کی ضرورت نہیں)۔

فرمایا: جو لوگ اس کام میں مال اور منصب چاہتے ہیں وہ انصار نہیں ہو سکتے؛ انصار مدینہ نے مال طلب نہیں کیا اور نہ منصب چاہا۔

(۱) ”عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غير أخاه

بذنب لم يمت حتى يعمله“ (سنن الترمذی، أبواب صفة القيامة والرفائق

والورع عن رسول الله ﷺ، باب، رقم الحديث: ۲۵۰۵)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اگر مال کے رد کرنے (لوٹانے) کا مزاج نہیں تو اللہ تعالیٰ سے لینے کا مزاج نہیں بنے گا۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم (کسی عہدے یا کام پر) تقرری (مقرر ہونے) سے ڈرتے تھے اور معزولی (برقی) سے خوش ہوتے تھے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ اگر اس چہار دیواری میں رہنے والا ایک سال تک بھی استعمال نہ ہوا اور اُسے خیال آئے کہ میرا استعمال نہیں ہوا تو یہ مخلص نہیں ہے۔

فرمایا: ہمارے کام میں غلطی کرنے والوں سے مذاکرہ ہے، مؤاخذہ (پکڑ) نہیں ہے۔ (جیسے مسجد میں پیشاب کرنے والے شخص سے مذاکرہ ہوا نہ کہ مؤاخذہ)۔

فرمایا: اللہ کے استغناء (بے نیازی) سے ایسے ڈرو جیسے اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

فرمایا: سب سے بڑا فتنہ کام کرنے والوں کے لئے مال ہے جو اُن کو دیا جائے گا کام کے عنوان سے اس کو وہ نصرت سمجھیں گے جب کہ وہ مصیبت ہے۔

فرمایا: نبی کی نبوت کو مال سے آزمایا جاتا تھا کہ قبول کریں تو بادشاہ ہیں ورنہ نبی۔ حضرت فرماتے تھے مال رد کرنا (لوٹانا) بھی سنت ہے۔

فرمایا: ہماری حاجت کا مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جانا اللہ تعالیٰ سے بے تعلقی کی علامت ہے۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کا مزاج یہ تھا کہ پرانے ہونے کے باوجود اگر نئے کو بڑھایا جاتا تو حسد نہیں کرتے تھے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب باہر سے لوگ آئیں تو اُن کے سامنے اچھے کپڑے پہنوتا کہ ان پر ہمارا حال ظاہر نہ ہو۔

فرمایا: مالیات کے بارے میں جتنی احتیاط ہوگی کام اُتنا موثر ہوگا۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم غیروں کے بارے میں چاہتے تھے کہ وہ ہمارے کام کے بن جائیں۔ یہاں اپنوں کے بارے میں خیال ہے کہ یہ ہمارے کام سے نکل جاویں۔

فرمایا: بدن کو عبادت کے لائق نہ بنانے کے لئے صرف ایک لقمہ حرام کا کھانا کافی ہے۔ (۱)

فرمایا: اللہ تعالیٰ عمل کو دیکھ کر درجہ دیں گے لوگوں کی عقیدت اور نفرت کا کوئی اعتبار نہیں کہ یہ دونوں (کبھی) جہالت کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں۔

فرمایا: اس راستہ کا ایندھن صبر ہے جیسے گاڑی کے چلنے کا ایندھن پٹرول ہے، یہ سوال ہی بے کار ہے کہ کب تک صبر کریں۔

فرمایا: گندے ارادے گندی روزی کا نتیجہ ہے۔

(۱) ”وأخرج الحكيم الترمذی عن حنظلة قال: قال رسول الله صلى الله عليه

وسلم: ما جاءني جبريل إلا أمرني بهاتين الدعوتين اللهم ارزقني طيبا

واستمع لني صالحا“ (الدر المنثور في التفسير المأثور: ۲/۱۰۳)

فرمایا: جب کارخانہ والے کو یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ جس کو چاہے کام دے اور جس سے چاہے کام لے لے تو پھر اللہ تعالیٰ کو یہ حق کیوں نہیں ہے کہ اللہ جس سے چاہے کام لے اور جس سے چاہے نہ لیں۔

فرمایا: کام کرنے والوں کے پاس جو مال غلط طریقہ پر آئے گا وہ گمراہی کا سبب بنے گا۔

فرمایا: دنیا میں سب سے زیادہ گوشت انسان کا کھایا جاتا ہے، غیبت کرنا اپنے بھائی کا گوشت کھانا ہے، (۱) ہر جانور کے گوشت سے پیٹ بھر جاتا ہے، غیبت سے پیٹ نہیں بھرتا، انسان کا گوشت سب سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔

فرمایا: مجمع کے ساتھ رہنا اپنے اندر امتیاز پیدا نہ ہونے دو۔ (۲)

فرمایا: اعزاز کی چیزیں (بیان، منبر، کرسی وغیرہ) شہرت کی ہیں، قبولیت کی علامت نہیں۔

فرمایا: مخلص اپنے کارناموں سے ڈرتے ہیں اور ریاکار اپنے اعمال سے خوش ہوتے ہیں۔

(۱) ﴿وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ﴾ (الحجرات: ۱۲)

(۲) ”...عليكم بالجماع وإياكم والفرقة فإن الشيطان مع الواحد وهو من الاثنين أبعد، من أراد بحبوة الجنة فليلزم الجماعة“ (سنن الترمذی، أبواب الفتن، باب ما جاء في لزوم الجماعة، حدیث نمبر: ۲۱۶۵)

پرانے اور نئے

فرمایا: زیادہ چلنا پرانے ہونی کی دلیل نہیں صفات قبولیت پر پرانا ہونا اصل ہے۔
 پرانے وہ ہیں جن کی زندگی مشورے کے تابع ہو، پرانا وہ نہیں جو آزاد ہو۔
 فرمایا: پرانوں کے ہوتے ہوئے نئے لوگوں سے کام لیا گیا اس کی سیرت میں بہت
 مثالیں ہیں، آپ ﷺ نے تلوار پرانے لوگوں کے ہوتے ہوئے ابودجانہ
 رضی اللہ عنہ کو دی (۱) (اس سے انہوں نے کئی مشرکوں کی کھوپڑیاں اڑا دیں۔
 فرمایا: ہماری محنت کا پہلا میدان وہ لوگ ہیں جو وقت لگائے ہوئے ہیں وہ تاجر
 کتنا کام ہوگا جو کمانے کی فکر میں کمائے ہوئے کی حفاظت نہ کرتے۔
 پرانے ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کے اندر کوئی مطالبہ نہ ہو۔
 فرمایا: جو تالیف قلب (دلجوئی) کا طالب ہے خدا کی قسم وہ پرانا ہو ہی نہیں سکتا۔
 فرمایا: پرانے لوگ نئے لوگوں کو لے کر نکلیں گم تو پرانوں کی ترقی ہوگی اور نئے
 لوگوں کی تربیت ہوگی۔

(۱) ذکر موسیٰ بن عقبہ أن رسول الله ﷺ لما عرض له عمر فأعرض عنه
 ثم طلبه منه الزبير فأعرض عنه فوجداه في نفسه من ذلك ثم عرضه الثالث
 فطلبه أبو دجانة فدفعه إليه فأعطى السيف حقه“ (البدایة والنہایة: ۱۹/۴)

اطاعت

فرمایا: کام کی بنیاد اطاعت پر ہے، صلاحیت پر نہیں ہے۔
 فرمایا: جتنا اور جس طرح کرنے کو کہا جائے اتنا اور اُس طرح کرنا مزاج نبوت
 ہے۔

فرمایا: جب امیر مامور کے تابع ہو جائے گا تو عزم جاتا رہے گا، اور سہولیات کا
 مطالبہ شروع ہو کر مجاہدے کا مطالبہ امت سے ختم ہو جائے گا۔
 فرمایا: جو لوگ اطاعت کے امتحان میں حکم کا انکار کر کے محروم کر دیے جاتے ہیں
 تو وہ دوسروں کو گمراہ کرنے کا سبب بنتے ہیں، شیطان نے یہ نہیں کہا کہ
 میں سجدہ نہ کر کے ایک طرف ہو جاتا ہوں بلکہ کہا: تیری عزت کی قسم میں
 دوسرے تمام لوگوں کو گمراہ کروں گا۔ (۱)

فرمایا: ساتھیوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ امیر ہمارے تابع ہو تلاش کر کے
 امیر ایسے کو بنایا جاتا ہے جو صلح کل ہوتا کہ وہ ہماری صحیح غلط باتوں کو
 مان لے۔

(۱) ﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَا أُوْصِيَهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلَصِينَ﴾ (الحجر: ۳۹-۴۰)

فرمایا: اطاعت کا تقاضہ یہ ہے کہ عمل میں غور اور تاخیر نہ کی جائے اور نہ علتوں کو پوچھا جائے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کی نہ وجہ دریافت کی اور نہ اس حکم کو پورا کرنے میں تاخیر کی۔ (۱)

فرمایا: اللہ تعالیٰ کبھی معمول، کبھی جذبہ اور کبھی حیثیت کے خلاف حکم دے کر اطاعت کا امتحان لیتے ہیں۔

فرمایا: جس چیز میں انشراح نہیں اس کو مانا جائے یہ اطاعت کا کمال ہے، جمع قرآن (قرآن کو لکھنے) پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو انشراح نہیں تھا حضرت عمر کو اصرار تھا۔

اجتماعیت

فرمایا: حضرت فرماتے تھے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی صف کو اہل باطل کبھی نہیں توڑ سکتے جب تک خود کام کرنے والے مسلمان اُن کا ساتھ نہ دیں۔

فرمایا: جماعت اجسام (جسموں) کے جمع ہونے کو نہیں کہتے؛ بلکہ جماعت کہتے ہیں، قلوب (دلوں) کے جمع ہونے کو۔ تحسبہم جمیعاً وقلوبہم شتاً۔ اتحاد اُسے کہتے ہیں جو مومنین قائمین میں پایا جاتا ہے، تمام اغراض وخواہشات سے یکسو ہو کر سب نے ایک اللہ کی رسی کو تھام رکھا ہے، اور اُن سب کا مرنا جینا اسی خدائے واحد کے لئے ہے۔ (۱)

فرمایا: جس طرح اہل باطل کے پھٹے دل اسلام کو نہیں مٹا سکتے اسی طرح مسلمانوں کے پھٹے دل باطل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اگر تمہاری نمازیں ذکر و تلاوت عرش تک پہنچ جائیں اس وقت تک اللہ کی نصرت نہ آوے گی جب تک آپس کی اجتماعیت نہ ہو۔

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جب تک مسلمان کے فعل کی تاویل نہیں کرو گے

اس وقت مسلمانوں میں آپس کی اجتماعیت نہیں آسکتی۔
 فرمایا: حضرت فرماتے تھے اس کام میں لگنے والوں کی زندگی اجتماعی ہے،
 انفرادی نہیں، انفرادی کام بھی ایسے کریں جو (دوسروں میں) دین لانے
 کا ذریعہ بنے۔

بازار کے لوگوں کو بھیڑ کہتے ہیں اور مسجد کے لوگوں کو جماعت کہتے ہیں،
 کیوں کہ مسجد میں اطاعت ہے۔
 فرمایا: حلقوں کی تقسیم سہولت (آسانی) کے لئے ہے تفریق (مسلمانوں کو
 باٹنے اور تقسیم کرنے) کے لئے نہیں۔

فرمایا: حق کو قبول کر لو چاہے وہ غیر کی طرف سے آئے یہ اجتماعیت کا سبب ہے،
 ناحق کو رد کر لو چاہے وہ اپنوں کی طرف سے آئے۔
 فرمایا: اطاعت اجتماعیت کے لئے ہے امارت کوئی سلطنت نہیں (کہ سب اس
 کے سامنے دیں)۔

فرمایا: کوئی کتنی بھی صلاحیت والا ہو اس کا فائدہ مل کر رہنے میں ہے۔
 فرمایا: کبھی صلاحیت (آدمی کو) اجتماعیت سے دور کر دیتی ہے کہ آپ تو مستقل
 ہیں الگ ہو جاؤ۔

فرمایا: اگر اجتماعیت نہ رہی تو باطل اپنی طرف کھینچنے میں کامیاب ہو جائے گا۔
 فرمایا: کام کرنے والوں کی ساری قوت اجتماعیت میں ہوتی ہے جس طرح موج
 کی ساری قوت سمندر میں ہوتی ہے وہ سمندر میں موج اور باہر چھینٹ

بنتی ہے۔

فرمایا: اس کام میں اجتماعیت اصل ہے؛ اس لئے اس کام میں سونا اور کھانا بھی اجتماعی عمل ہے، صحابہ کرام سفر میں آرام کے لئے بکھر جاتے تھے آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور حکم دیا کہ آرام بھی اجتماعی طور پر کرو۔ (۱)
 فرمایا: صحابہ میں اتنی اجتماعیت تھی کہ اگر کسی صحابی نے کسی کو امان دے دی تو وہ شخص تمام صحابہ میں مامون ہو جاتا تھا۔ (۲)
 فرمایا: کام کرنے والوں کے اعمال اللہ کے یہاں مقبول بھی ہو جائیں تو اجتماعیت کے بغیر اللہ کی نصرت حاصل نہیں کر سکتے۔

- (۱) قال: أبو ثعلبة الخشني: "إن الناس إذا نزلوا منزلاً - قال عمرو: كان الناس إذا نزل رسول الله صلى الله عليه وسلم منزلاً - تفرقوا في الشعاب والأودية، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن تفرقكم في هذه الشعاب والأودية، إنما ذلكم من الشيطان" فلم ينزل بعد ذلك منزلاً إلا انضم بعضهم إلى بعض، حتى يقال: لو بسط عليهم ثوب لعمهم" (سنن أبي داود، كتاب الجهاد، باب ما يؤمر من انضمام العسكر وسعته، رقم الحديث: ۲۶۲۸)
- (۲) حياة الصحابة: ۲/۲۹۵، طبع: المؤسسة الرسالة - بيروت

مرکزیت

فرمایا: یہاں کی ہدایات امانت ہیں، اس کی ادائیگی کی دو شرطیں ہیں: (۱) جو سنا ہے اس کو پیچھے والوں تک پہنچانا (۲) خود کا عملی میدان میں اترنا۔

فرمایا: ہمارا تعلق اس جگہ سے اتنا گہرا ہو کہ کوئی ہمیں یہاں سے بدظن نہ کر سکے۔ (۱)

فرمایا: مرکز کی طرف آنا کسی کی ذات کی طرف آنا نہیں؛ بلکہ اجتماعیت کی طرف آنا ہے۔

فرمایا: مرکزی مقام میں رہنے سے عالمی فکریں پیدا ہوتی ہیں۔

(۱) مولانا سعید احمد خان صاحب کی فرماتے ہیں: ”کام کرنے والوں کا اپنے مرکز سے جڑا رہنا ہے اصل مرکز ایک ہی ہوتا ہے، پھر اس کے نیچے اس کی شاخیں ہوتی ہیں، جیسا کہ خلفاء راشدین کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں مرکز تھا، جو امیر اور خلیفہ کا مستقر تھا، اسی طرح ہمارا مرکز نظام الدین ہے جس سے ہر پرانے اور نئے کا جوڑ ضروری ہے اول وہاں سے پوچھکر چلا جائے۔ (مکاتیب: ۳۷۰/۴)

اختلافات

فرمایا: باطل کی اجتماعیت دین کو اتنا نقصان نہیں پہنچائے گی جتنا دین کا نقصان اہل حق کے تفریق میں ہے۔

فرمایا: خیر کا کام کرنے والوں میں اچھے جذبے کے اصرار پر انتشار پیدا ہوتا ہے، جو بڑی خیر کے دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔

(۱) فكسع رجل من المهاجرين، رجلا من الأنصار، فقال الأنصاري: يا للأنصار، وقال المهاجري: يا للمهاجرين، فسمع ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ”ما بال دعوى الجاهلية؟“ قالوا: يا رسول الله، كسع رجل من المهاجرين رجلا من الأنصار، فقال: ”دعوها فإنها منتنة“ فسمع بذلك عبد الله بن أبي، فقال: فعلوها، أما والله لئن رجعنا إلى المدين ليخرجن الأعرز منها الأذل، فبلغ النبي صلى الله عليه وسلم فقام عمر فقال: يا رسول الله: دعني أضرب عنق هذا المنافق، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: دعه، لا يتحدث الناس أن محمدا يقتل أصحابه“ (صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، رقم الحديث: ۴۹۰۵) ثم مشى رسول الله صلى الله عليه وسلم بالناس يومهم ذلك حتى أمسى، وليلتهم حتى أصبح، وصدر يومهم ذلك حتى آذتهم الشمس، ثم نزل الناس، فلم يلبثوا أن وجدوا مس الأرض فوقعوا نياما، وإنما فعل ذلك ليشغل الناس عن الحديث الذي كان بالأمس، من حديث عبد الله بن أبي“ (البداية والنهاية: ۱۹۰/۴)

فرمایا: مولانا الیاسؒ فرماتے تھے کہ اس کام کو اگر صحیح نہیں کیا تو جو فتنے صدیوں میں آنے والے ہیں، وہ ہفتوں میں آئیں گے۔

فرمایا: طبیعتیں معمول کی عادی ہونے کے بعد اضافے سے تشویش میں مبتلا ہوتی ہیں، جب کہ جو چیز صحابہ کی زندگی میں ہو اس کو چلانا کام والوں کی ذمہ داری ہے۔

فرمایا: کسی کو ضائع ہونے نہ دو سمجھا بجھا کر لاؤ وہ قابل رحم ہے نہ کہ قابل غضب۔

فرمایا: جزئیات میں الجھانا شیطان کا کام ہے۔
فرمایا: جو حق پر ہوگا وہ بے ادب نہ ہوگا جو حق پر نہیں ہوگا وہ بے ادب ہوگا چاہے اس کی آواز حق کی ہو۔

فرمایا: وہاں (حضور ﷺ کے پاس) کفار کی شکایت نہیں تھی، یہاں عملے کی شکایت ہے۔ (۱)

(۱) عن عبد الله بن جعفر ذي الجناحين قال: لما مات أبو طالب خرج النبي ﷺ إلى الطائف ماشياً على قدميه فدعاهم إلى الله فلم يجيبوه فأنتى ظل شجرة فصلى تحتها ركعتين ثم قال: اللهم إليك أشكوا ضعفى وهوانى على الناس أرحم الراحمين إلى من تكلني إلى بعيد يتجهمنى أم إلى قريب ملكته أمري فإن لم تكن ساططاً علي فلا بالى لك العتبى حتى ترضى ولا حول ولا قوة إلا بك أعوذ بنور وجهك الكريم الذى أضاء له السموات وأشرفت له الظلمات وصلح عليه أمر الدنيا والآخرة أن ينزل علي غضبك أو يحل علي سخطك“ (الأحاديث المختارة: ۱۸۱/۹)

فرمایا: دور رسالت اور دور خلافت میں فتنوں کا مقابلہ کام سے کیا گیا۔
 فرمایا: ہماری نظریں ہمارے معمول تک محدود ہیں، اس لئے اختلاف ہو رہا ہے
 کہ یہ نئی چیز کیوں لائی گئی ہے، اگر طریقہ محنت کو باندھ دیا گیا تو امت جمع
 نہ ہوگی، کام کا طریقہ کار براہ راست حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔
 ہمیں امت کو اختلاف سے نکالنے کے لئے بصیرت کے ساتھ سیرت کی
 طرف واپس جانا ہوگا۔

فرمایا: معترض کے پاس کام نہیں ہے اگر آپ اس کے اعتراض کا جواب دینے
 میں لگ جائیں گے تو آپ کے پاس بھی کام نہیں۔
 آدمی (اس کام میں) بے جا مطالبوں کی وجہ سے محروم ہوتا ہے۔
 فرمایا: تعلقات کی وجہ سے مدد کرو گے تو حق کو نقصان پہنچے گا حق کی مدد کرو
 چاہے اس پر چلنے والا غیر ہو، باطل کی مدد مت کرو چاہے اس پر چلنے والا
 اپنا بھائی ہو۔

فرمایا: مسئلوں کا حل اس کام کے علاوہ میں نہیں ہے، کام کے علاوہ میں حل وہ
 لوگ تلاش کرتے ہیں جن کو کام پر بصیرت نہیں۔ (۱)
 فرمایا: بعض مرتبہ ذات سے اختلاف کرنا آدمی کو حق کے انکار تک پہنچا دیتا ہے۔
 فرمایا: آپس کے اختلاف کا سبب تنہائی کی معصیت ہے۔

(۱) مولانا الیاس صاحبؒ نے فرمایا: ”مسلمان کی بلائیں ٹلنے کا تبلیغ میں مرٹنے کے سوا اور کوئی
 علاج نہیں“ (ارشادات و مکتوبات، ص: ۴۳)

فرمایا: ہماری بات یاد رکھو زمانہ جاہلیت کی عصبيت اور اہل باطل کی عصبيت وہ حق کے لئے اتنی مُضر (نقصان پہنچانے والی) نہیں ہے جتنی اہل حق کی عصبيت اہل حق کے لئے مُضر ہے، کیوں کہ اہل باطل کی عصبيت باطل ہوتے ہوئے حق کا انکار کرے گی اور یہاں اہل حق کی عصبيت اہل حق کا حق پر ہوتے ہوئے انکار کرے گا اور یہ بڑی محرومی کا سبب ہے کہ اہل حق اہل حق کی بات کا انکار کریں۔

فرمایا: باطل کا سب سے بڑا حربہ یہ ہے کہ ان کے بڑوں کا اعتماد ختم کر دو، سب سے آسان راستہ کام کو ضائع کرنے کا یہ ہے کہ ان کے عمل کا اعتماد ختم کر دو۔

فرمایا: مسجد ضرار (جس کو منافقوں نے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بنائی تھی) آپ ﷺ نے چند لوگوں کو بھیجا اور مسجد جلادی، پھر وہ جگہ ثابت بن اقرم کو دی وہ کہتے ہیں کہ جب تک میں اس گھر میں رہا بے اولاد رہا، یہ افتراق کی نحوست تھی، میں نے انڈوں پر مرغی بٹھائی کبھی بچے نہیں نکلے کبوتر نے انڈے نہیں دیے۔ (۱)

فرمایا: حق کو چلانے کے لئے جب باطل کا سہارا لیا جاتا ہے تو باطل کو فروغ ملتا ہے۔

فرمایا: آدمی حق پر ہوا اور سب اُس سے خوش ہوں اس کی مثال کسی بھی دور میں نہیں ملتی۔

اجتماعات

- فرمایا: اجتماعات کو پرانوں کے اٹھانے کا ذریعہ بنائیں۔
- فرمایا: حضرت کا معمول تھا کہ سال ڈیڑھ سال بعد اجتماع کی تاریخ دیتے اور عزائم پورے ہوتے تو ٹھیک ورنہ تاریخ آگے بڑھا دیتے۔
- فرمایا: (شرکت کرنے والا) مجمع اللہ کے راستے میں نکل جائے یہ اجتماع کی جماعتیں ہیں۔
- فرمایا: جس پر اہل خیر مجتمع ہو جاتے ہیں ایسی چیز اللہ بھی چاہ لیتے ہیں۔
- فرمایا: ہمارے اجتماعات اعمال پر ہونا چاہئے حضرت حمزہ کا کلیجہ چبانے والی ہندہ نے اجتماع (فتح مکہ) کے موقع پر صحابہ کے اعمال کو دیکھ کر اسلام میں داخل ہوئیں۔
- فرمایا: اجتماعات اس لئے ہوتے ہیں کہ مسلمانوں کی اجتماعیت کو دیکھ کر غیر اسلام کی طرف آئیں۔
- فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جو مجمع دعوت کی نسبت پر جمع ہو کر اللہ کے راستے میں نہیں نکلا اس نے تمہاری بات نہیں کی۔
- فرمایا: اجتماع کی کا مثالی اجتماع سے جماعتیں نکالنا نہیں ہے؛ بلکہ اجتماع کی

کا میابی تو یہ ہے کہ اجتماع سے پہلے سارے بالغ مرد اللہ کے راستے میں نکل جائیں۔

فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم نے الصلاۃ جامعۃ کی آواز پر جمع ہو کر بیان سننے کے لئے (ہی) نہ تھا؛ بلکہ بکھرنے کے لئے تھا۔

فرمایا: اجتماعات کا مقصد سارے لوگوں کے کانوں میں دین کی بات پہونچانا ہے۔

پیدل جماعتیں

فرمایا: اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرنے والے دو عمل ہیں (۱) پیدل جماعتیں (۲) مسجد کی آبادی کی محنت۔

فرمایا: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس راستے میں پیدل چلنا جہنم کی آگ کو حرام کر دیتا ہے، جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم سواری سے نیچے اتر گئے اُس دن سے زیادہ پیدل چلنے والے کبھی نہیں دیکھے گئے۔ (۱)

فرمایا: حضرت فرماتے تھے کہ جہاں جہاں سے تمہاری جماعتیں گزریں گی وہاں اللہ مسلمانوں کو آباد کریں گے۔

فرمایا: پیدل جماعتوں سے زیادہ اللہ کے غصے کو ٹھنڈا کرنے والا کوئی عمل نہیں؛ اس لئے اللہ کے راستے میں پیدل چلنے کے فضائل پر تشکیل کرو۔

(۱) فقال جابر: أصلح دابتي واستغني عن قومي، وسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "من اغبرت قدماه في سبيل الله حرمه الله على النار" فما رأينا يوما أكثر ماشيا منه، (صحيح ابن حبان، باب فضل الجهاد، رقم الحديث: ۴۶۰۴)

فرمایا: پیدل جماعتوں کی عمومی تشکیل ہو اور ترغیب ہو۔

فرمایا: اس راہ میں پیدل چلنا جہنم سے آزادی کو یقینی بناتا ہے۔ (۱)

فرمایا: گاؤں اور دیہات پر ہماری توجہات کم ہیں، اس لئے چار چار ماہ پیدل

جماعتیں کی ڈالی جائیں، نشانہ بنا کر ایک جماعت کی واپسی سے پہلے

دوسری جماعت بھیجی جائے۔

(۱) ”من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرمہ اللہ علی النار“ (صحیح البخاری،

کتاب الجمعة، باب المشی إلى الجمعة، حدیث نمبر: ۹۰۷)

ارتداد

فرمایا: امت کے صلحاء کو نے سنبھال لیں گے تو امت میں ارتداد آئے گا۔
 فرمایا: اعمال دعوت کا استخفاف (ہلکا پن) یہ ارتداد کا اصل سبب ہے۔
 فرمایا: جو ذمہ داری (دین کی محنت کی) مردوں کی ہے وہ عورتوں کی بھی ہے، ایسا نہیں کریں گے تو ارتداد عام ہوگا۔
 فرمایا: غربت، جہالت اور فراغت ارتداد کے اسباب ہیں۔
 فرمایا: دور رسالت میں دعوت کی عمومیت نے لوگوں کے اسلام میں آنے کا راستہ کھولا ہوا تھا، اسلام سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔
 فرمایا: صحابہ رضی اللہ عنہم کے دور میں جماعتیں ارتداد کے رخ پر جاتی تھیں، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی جماعت جہاں جہاں جاتی تھی وہاں ارتداد ختم ہو جاتا تھا۔

انفرادی دعوت

فرمایا: انفرادی دعوت امتیازی شان پیدا ہونے نہیں دیتی۔
فرمایا: فتوحات کے زمانہ میں بھی آپ ﷺ بذاتِ خود انفرادی دعوت میں تھکتے تھے۔

فرمایا: انفرادی دعوت آپ ﷺ کا اصل معمول تھا۔
نبوت کے ۱۳ رسال انفرادی دعوت کے ہیں، تیرہ سال کے بعد جو اجتماعات شروع ہوئے ان میں انفرادی دعوت غالب رہی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو ساری رات دعوت دی فتح مکہ کے موقع پر۔
فرمایا: کام کی مصروفیت نے انفرادی دعوت کو ہلکا کر دیا ہے، انفرادی دعوت آدھا گھنٹہ اور مشورہ تین گھنٹے ہوگا۔
فرمایا: انفرادی دعوت چھوٹ جانے سے داعی کو اپنے نظر میں مطلوب بنائے گا، پھر عجب پیدا ہوگا۔

فرمایا: حضرت مولانا الیاس صاحب فرماتے تھے کہ دین کی دعوت کا اہتمام میرے نزدیک اس وقت اتنا ضروری ہے کہ اگر ایک شخص نماز میں مشغول ہو اور ایک نیا آدمی آئے اور واپس جانے لگے اور پھر اُس کے ہاتھ آنے

کی توقع (امید) نہ ہو تو میرے نزدیک نماز کو درمیان میں توڑے اُس
 سے دینی بات کر لینی چاہئے اور اُس سے بات کر کے یا اُس کو روک کے
 اپنی نماز پھر سے پڑھنی چاہئے۔ (۱)

حالات

فرمایا: حضرت فرماتے تھے: جو حالات میں کام چھوڑ دیں گے وہ اس سے برے حالات میں آئیں گے۔

فرمایا: جب امت زکوٰۃ صحیح ادا نہیں کرے گی تو اللہ تعالیٰ سارے مال کو ردی کر دیں گے۔ (۱)

فرمایا: غیر ایمان والوں کی بد عملی حالات کے بگاڑنے میں مؤثر نہیں؛ بلکہ اہل ایمان کی بد اعمالیوں سے حالات بگڑتے ہیں۔ (۲)

فرمایا: لوگ کہتے ہیں کہ حکومت بدلے گی تو حالات درست ہوں گے، حالات کے درست ہونے کا تعلق حکام سے نہیں احکام سے ہے۔ (جیسا عمل ویسے حالات)۔

فرمایا: جن میں استقامت نہیں ہوتی ان کا دین ان کے حالات کے تابع ہوتا ہے۔

(۱) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما تلف مال في بر ولا بحر إلا بمنع

الزكاة..." (الدعاء للطبراني، رقم الحديث: ۳۴)

(۲) ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي

عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (الروم: ۴۱)

خدمت

فرمایا: خدمت (خدمت کے ساتھیوں سے) دعوت کے تابع ہے اگر اعمال دعوت کے بغیر خدمت کرو گے تو خرابیاں پیدا ہوں گی۔

فرمایا: خدمت مہمانوں کا ہم پر احسان ہے (کہ انہوں نے اس کا موقع دیا)۔

فرمایا: اس کام کی ہر خدمت بڑی ہے۔

فرمایا: یہاں (مرکز نظام الدین) کی چیزوں کو استعمال کرنے کی اجازت ہے حق نہیں۔

فرمایا: خدمت لینے سے امتیازی شان پیدا ہوتی ہے، کوئی کام ایسا نہ کرو کہ امتیازی شان پیدا ہو، خدمت کرنے سے تواضع پیدا ہوتی ہے۔

فرمایا: مولانا انعام الحسنؒ فرماتے تھے کہ کسی شخص کی خدمت سے شخصی اجر ملے گا اور اجتماعی خدمت سے اجتماعی اجر ملے گا، مراکز میں خدمات اجتماعی ہوتی ہیں۔

فرمایا: اللہ کا تعلق بڑھانا ہو تو دوسروں کی خدمت کرو۔

فرمایا: حضرت عمرؓ امور خلافت میں مشغول ہونے کے باوجود مسجد قبا میں جھاڑو دیتے تھے۔

فرمایا: حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اپنے دور خلافت میں ایک معذور بڑھیا کی خدمت کرتے تھے۔

فرمایا: اکرام مسلم کا مجاہدہ اجنبی لوگوں کی خدمت میں ہے۔

فرمایا: اللہ کے راستے میں چوکیداری کرنا عبادت ہے۔

فرمایا: اس راستے میں خدمت سے تربیت مقصود ہے۔

نصرت خداوندی

فرمایا: اللہ کی نصرت جماعت کے ساتھ ہے جماعت اجسام (جسموں) کے جمع ہونے کو نہیں کہتے جماعت قلوب کے جمع ہونے کو کہتے ہیں۔

فرمایا: میں یقینی بات بتا رہا ہوں کہ باطل تمہیں مال پیش کرے گا کام کے نام سے تم قبول کرو گے، کام کے تقاضوں سے، اور اس کو اللہ کی نصرت سمجھیں گے، یہ نصرت نہیں مصیبت ہے۔

فرمایا: اللہ کی مدد ضابطے کے ساتھ ہے زمانے کے ساتھ نہیں ہے جب تک امت ضابطوں پر رہے گی مدد کا وعدہ ہے۔ (۱)

فرمایا: جب داعی مخلوق سے لینے کا خیال لائے گا اُسی وقت اللہ کی مدد ہٹ جائے گی۔

فرمایا: اللہ فرماتے ہیں جس کا خیال یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی اور دین کی مدد نہ کرے گا اس کو چاہئے کہ وہ اپنے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر خودکشی کر لے۔ (۱)

(۱) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُيَسِّدْ أَعْدَاءَكُمْ﴾ (محمد: ۷)

(۲) ﴿مَنْ كَانَ يَظُلُّ أَنْ لَنْ يَنْصُرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ =

= اِلَی السَّمَاءِ ثُمَّ لِنَقْطَعَنَّ فَلِنَبْطِئَنَّ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهُ مَا يَغِيظُ ﴿۱۵﴾ (الحج: ۱۵) جو شخص اس بات کا خیال رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ رسول کی دنیا اور آخرت میں مدد نہ کرے گا تو اس کو چاہیے کہ ایک رسی آسمان تک تان لے پھر اس وحی کو موقوف کر دے تو پھر غور کرنا چاہیے آیا اس کی تدبیر اس کی ناگواری کی چیز کو موقوف کر سکتی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ اسلام کا راستہ روکنے والے معاند جو یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اس کے دین کی مدد نہ کرے ان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ تو جھبی ہو سکتا ہے جبکہ معاذ اللہ آنحضرت ﷺ سے منصب نبوت سلب ہو جائے اور آپ پر وحی آنا منقطع ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو نبوت و رسالت سپرد فرماتا ہے اور اس کو وحی الہی سے نوازتا ہے اس کی مدد تو دنیا و آخرت میں کرنے کا اس کی طرف سے پختہ عہد ہے اور عقلاً بھی اس کے خلاف نہ ہونا چاہئے تو جو شخص آپ کی اور آپ کے دین کی ترقی کو روکنا چاہتا ہے اس کو اگر اس کے قبضہ میں ہو تو ایسی تدبیر کرنا چاہئے کہ یہ منصب نبوت سلب ہو جائے اور وحی الہی منقطع ہو جائے۔ اس مضمون کو ایک فرض محال کے عنوان سے اس طرح تعبیر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے وحی کو منقطع کرنے کا کام کرنا چاہتا ہے تو کسی طرح آسمان پر پہنچے وہاں جا کر اس سلسلہ وحی کو ختم کر دے۔ اور ظاہر ہے کہ نہ کسی کا اس طرح آسمان پر جانا ممکن نہ اللہ تعالیٰ سے قطع وحی کو کہنا ممکن تو پھر جب تدبیر کوئی کارگر نہیں تو اسلام و ایمان کے خلاف غیظ و غضب کا کیا نتیجہ؟ یہ تفسیر بعینہ درمنثور میں ابن زید سے روایت کی ہے اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر اور صاف تفسیر ہے۔ بیان القرآن مع سہیل

قرطبی نے اسی تفسیر کو ابن جعفر نحاس سے نقل کر کے فرمایا کہ یہ سب سے احسن تفسیر ہے اور حضرت ابن عباس سے بھی اس تفسیر کو نقل کیا ہے۔ اور بعض حضرات نے اس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ سامے مراد اپنے مکان کی چھت ہے اور مراد آیت کی یہ ہے کہ اگر کسی معاند جاہل کی خواہش یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور اس کے دین کی مدد نہ کرے اور وہ اسلام کے خلاف غیظ و غضب لئے ہوئے ہے تو سمجھ لے کہ اس کی یہ مراد تو کبھی پوری نہ ہو گی اس احمقانہ غیظ و غضب کا تو علاج یہی ہے کہ چھت میں رسی ڈال کر پھاکی لے لے اور مر جائے۔ (مظہری وغیرہ) (معارف القرآن: ۶/۲۳۷)

عوام و خواص

فرمایا: عوام اور خواص کی تربیت آپسی اختلاط (ملنے جلنے) میں ہے آپ ﷺ کا معمول تھا کہ نئے شخص کو پرانے کے حوالے کرتے تھے۔

فرمایا: خواص کی تشکیل خواص کے ساتھ مال داروں کے علاقہ میں کرنا مزاج نبوت کے خلاف ہے۔

فرمایا: اگر خواص کو عوام سے الگ کر دیا گیا تو یہ ایسا ہے جیسا کہ مکھن (بالائی) کو دودھ سے نکال لیا گیا ہو تو اب کیا رہ گیا دودھ میں طاقت مکھن کے اختلاط (ملنے) سے ہوتی ہے۔

فرمایا: جو ابتدائے محنت سے عمومیت کے ساتھ نہیں چلے گا اس کا ذہن عموم میں چلے گا ہی نہیں؛ حالاں کہ امت اختلاط سے بنتی ہے، اب تو کام کرنے والوں کی صورت حال یہ ہے کہ پرانے اور خواص کا جوڑ کھانا اور قیام گاہ الگ ہوتی ہے۔

کام کی حفاظت

فرمایا: حضرت فرماتے تھے اگر تم باطل کی معمولی بات بھی مان لی تو وہ تم سے وہ ساری باتیں منوائیں گے جس سے تمہارے دین کی جڑیں کٹ جائیں گی۔

فرمایا: پیچھے رہنے والوں سے کام کا نقصان نہیں ہے؛ بلکہ نقصان تو ساتھ رہنے والوں کی نافرمانی سے ہوتا ہے۔

فرمایا: مولانا یوسف صاحبؒ فرماتے تھے کہ اس کام کی حفاظت اپنے گھروں کی کنواری لڑکیوں سے زیادہ کیا کرو۔

فرمایا: جس عمل پر نظم غالب آجائے گا اس کی روح نکل جائے گی جتنے خوبصورت مصلے (جائے نماز) پر نماز پڑھی جائے گی اتنی ہی کمزور ہوگی۔
فرمایا: عمومی محنت میں کمی کا سبب کام کرنے والوں کا انتظامی امور میں الجھنا ہے۔

مرتب بیک نظر

- نام : محمد حسام الدین ابن محمد غوث الدین صاحب مرحوم
- سن ولادت : ۱۹۷۶ء
- سکونت : طورکالونی، ایرہ کنڈہ، شاہین نگر، حیدرآباد
- تعلیم : حفظ سے فراغت، دارالعلوم بھاتمرہ، تعلقہ بھالکی، ضلع بید، کرناٹک
- اول عربی تاشتم عربی: جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا
- ہفتم عربی: جامعہ اسلامیہ دارالعلوم، شیوارام پٹی، حیدرآباد
- دورہ حدیث شریف: دارالعلوم دیوبند ۱۹۹۷ء
- تکمیل افتاء: جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد ۱۹۹۸ء
- خروج : ۱۹۹۹ء میں ایک سال
- تدریس : مدرسہ خیر المدارس، بورا بندہ، حیدرآباد
- خطابت : مسجد شام بیگ، کوٹ واڑی، نورخاں بازار، حیدرآباد
- تالیفات : تیسیر الخوصہ اول، دوم مطبوعہ
- تیسیر الصرف حصہ اول، دوم مطبوعہ
- تمرین المنطق، آسان حل عبارت مطبوعہ
- تیسیر الخوصہ سوم، تیسیر الصرف سوم غیر مطبوعہ
- تمرین البلاغت، اردو نحو و صرف، معلم فارسی غیر مطبوعہ